عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوت
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۲۴
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

شناختی کارڈ
میں مذہب کا خانہ
ایک مخصوص مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے
دانشوروں اور صحافیوں کی مخالفت۔
مخالفت کی وجہ؟

ملک بھر میں
فحاشی و عریانی کا بازار گرم
"اسلامی" جمہوری اتحاد کی حکومت میں
پاکستان کی اس شعبے میں
دن دگنی رات چگنی ترقی

خلافتِ راشدہ
کا روشن ترین دور
جاوید اقبال جیسے لوگوں کیلئے
بطورِ خاص

قادیانیوں کو
قانونی و آئینی حقوق حاصل ہیں صدیق کانجو
جرمن وزیرِ خارجہ وضاحت سے مطمئن ہو گئے۔
انسانی حقوق کے
نام نہاد محافظ
اب کیا کہیں گے؟

مرزا غلام قادیانی
جیسا نجس اور زہریلا پودا انگریز نے اپنے خلاف
اُٹھنے والی جہاد کی سرفروشانہ تحریکوں کو
ناکامی سے دوچار کرنیکے لیئے بویا تھا۔
مگر ماضی کی طرح آج بھی
یہ مشن ناکام ہے

رائے ونڈ کا تبلیغی اجتماع

حافظ مشتاق احمد عباسی

حسب معمول اسال بھی جمادی الاول ۱۴۱۳ھ کا عالمی اسلامی تبلیغی اجتماع رائے ونڈ میں ہو رہا ہے۔ یہ اجتماع عام اجتماعات سے مختلف ہوتا ہے اس اجتماع کی روحانی کیفیات کو زبان سے بتایا نہیں جاسکتا اور تحریر میں لایا نہیں جاسکتا۔ اس اجتماع کا مقصد محض مجمع بنا کر لوگوں میں اپنی اکثریت جتلانا مقصود نہیں بلکہ مسلمانوں کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد دلانا ہے کہ وہ دوبارہ دعوت وتبلیغ کے عظیم کام کو اپنا کام بنالیں دعوت وتبلیغ کا منصب انبیاء علیہم السلام کا منصب ہے۔ یہ منصب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے طفیل امت محمدیہ کو عطا کیا گیا اس عظیم منصب کا مقصد یہ ہے کہ لوگ صرف ایک اللہ وحدہ لاشریک لہ کے احکامات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور طریقوں کے مطابق بجالانے والے بن جائیں۔

صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ سے پوری مخلوق کے بغیر سب کچھ ہونے کا یقین اور پوری مخلوق سے اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہ ہونے کا یقین مسلمانوں کے دلوں میں آجائے۔ یہ مخلوق جیسے پیدا ہونے میں اللہ کی محتاج ہے ایسے ہی استعمال ہونے میں بھی اللہ کے حکم کی محتاج ہے اکیلے اللہ ساری مخلوق وکائنات کے بغیر سب کچھ کر سکتے ہیں اور ساری کائنات اللہ کے حکم بغیر کچھ نہیں کرسکتی نفع ونقصان، عزت ذلت، موت وحیات، صحت وبیماری سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ساری مخلوق اللہ کی محتاج ہے اللہ کسی کا محتاج نہیں۔ جب تک امت مسلمہ دعوت کے کام کو اپنا اہم کام سمجھتی رہی اور اس پر عمل کرتی رہی اللہ تعالیٰ کی سو فیصد نصرت ومدد ان کے شامل حال رہی امت نے جب اپنا منصب چھوڑ دیا تو وہ کافروں کی غلام بن گئی دشمن ان پر مسلط ہو گئے۔ یہود وہنود، نصاریٰ کا رعب ان پر چھا گیا مسلمان ذلت کے گڑھوں میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد الیاس نوراللہ کو اپنی شایان شان اجر نصیب فرمائیں کہ انہوں نے امت کو بھولا سبق یاد دلایا۔

حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے پسماندہ علاقے سے دعوت وتبلیغ کا کام پوری دنیا کو سامنے رکھ کر شروع کیا حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے اس کام کی خاطر بڑی تکالیف برداشت کیں۔ مسلسل قربانیاں دیں راتوں کو اللہ کے حضور بے حد رو کے گڑگڑائے دن کو مخلوق خدا میں محنت فرمائی۔ ان کو دعوت والے کام کے لیے تیار فرمایا حتیٰ کہ وہ وقت آیا کہ اب پوری دنیا میں تبلیغی جماعتیں اللہ کے پیغام کو لے کر در در پہنچ رہی ہیں۔

جو لوگ اس عظیم کام میں شامل ہوتے ہیں وہ اللہ کی مدد ونصرت آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس کام میں شامل ہونے سے زندگی میں انقلاب آجاتا ہے دنیا کی غفلت والی زندگی سے آدمی آخرت کی زندگی کی تیاری میں لگ جاتا ہے جوں جوں یقین بنتا جاتا ہے اللہ کی خاطر مال جان وقت لگانا آسان ہو جاتا ہے اس کام میں شامل ہونے والے ایسا سکون محسوس کرتے ہیں جس کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

دنیا کے ساز وسامان حاصل کرنے کی بجائے انسان اعمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بجالانے والا بن جاتا ہے دین کی قدردانی آتی ہے تو دنیا بے قدر ہو جاتی ہے مخلوق پہ اعتماد وسہارے کی بجائے اللہ پر توکل وسہارا حاصل ہو جاتا ہے۔ دنیا کے عیش وعشرت وکامیابی کے حصول کے بجائے آدمی آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔

رائے ونڈ کا اجتماع اللہ والوں کا اجتماع ہوتا ہے دنیا بھر کے مشائخ وبزرگ اس اجتماع میں شریک ہوتے ہیں لاکھوں کے مجمع میں مکمل سکون واطمینان ہوتا ہے کہیں افراتفری، ہڑبازی، لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا مساوات محمدی کا پورا نقشہ سامنے ہوتا ہے ہر امیر وغریب نے اپنا سادہ سا بستر زمین پہ لگایا ہوتا ہے ایک ہی صف میں ہزاروں لوگ ایک امام کے پیچھے جب نماز ادا کرتے ہیں تو اللہ کی رحمت بارش کی طرح نازل ہو رہی ہوتی ہے سحری کے وقت اکثر لوگ خود اپنے طور پر اللہ کو منا رہے ہوتے ہیں امت کی ہدایت کی دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں وہ گڑگڑا رہے ہوتے ہیں۔ مگر دنیا کی خاطر نہیں صرف اور صرف اللہ کو راضی کرنے کے لیے۔ عربی عجمی کالے سفید لوگوں کے تمام امتیازات ختم ہو جاتے ہیں۔ سب کا مقصد اللہ کو راضی کرنا ہوتا ہے

جماعتیں تیار کر کے ملکوں ملک اور اندرون ملک روانہ کی جاتی ہیں اتنے بڑے اجتماع کے نظم ونسق کو دیکھ کر آدمی بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ یہ کام انسان نہیں کر سکتے جب تک اللہ کی خاص مدد ونصرت نہ ہو دور دراز سے لوگ ریل گاڑیوں بسوں ویگنوں جہازوں پر سے سفر کر کے دیوانہ وار اس اجتماع میں شریک ہوتے ہیں، شامیانے کا انتظام کھانے کی کینٹین وضو، طہارت کے انتظامات پوری دنیا سے ٹیلی فون رابطہ، الیکٹرک انتظامات بجلی کے انتظامات سب حیران کن ہوتے ہیں دنیاوی حیثیتوں کے اعتبار سے بڑے بڑے لوگ اللہ کی راہ میں آنے والوں کی خدمت بخوشی فخر محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔

بزرگوں اور علماء کے بیانات خالصتاً غیر سیاسی وغیر تنقیدی ہوتے ہیں۔ خالصتاً اصلاحی اور دینی فکر پیدا کرنے والے آخرت کی تیاری کرانے والے اللہ کو راضی کرنے کی فکر پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس مجمع میں شریک لاکھوں لوگ اپنی زندگی سے اپنے

باقی صفحہ ۲۰ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مُدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

جلد: ۱۱ | ۱۶ تا ۲۲ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۳ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۲ء | شمارہ ۲۴

اِس شمارے میں

۱۔ رائے ونڈ کا تبلیغی اجتماع ____ ۲
۲۔ نظم ____ ۴
۳۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ (اداریہ) ____ ۵
۴۔ شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ____ ۶
۵۔ اصلاح امت ____ ۷
۶۔ رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہرؒ ____ ۸
۷۔ معرکہ ____ ۹
۸۔ صدیق کانجو کی وضاحت ____ ۱۱
۹۔ خاتم النبیینؐ فرماتے ہیں ____ ۱۲
۱۰۔ خلافت راشدہ کا روشن دور ____ ۱۳
۱۱۔ اسلامی تجارت اور پاکستانی تاجر ____ ۱۶
۱۲۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ مخالفت کی وجہ؟ ____ ۱۹
۱۳۔ پریس کانفرنس ____ ۲۱

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ ____ ۱۵۰ روپے
ششماہی ____ ۷۵ روپے
سہ ماہی ____ ۴۵ روپے
فی پرچہ ____ ۳ روپے

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ویکلی ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۲۰۰۰ کراچی پاکستان بھیجا کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۵۔ جاریہ لائن کراچی

قید میں لکھی ہوئی ایک نظم

بہادر شاہ ظفر

گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہیں میرے دل کو قرار ہے
کروں اس ستم کا میں کیا بیاں میرا غم سے سینہ فگار ہے
یہی تنگ حال جو سب کا ہے کرشمہ قدرتِ رب کا ہے
جو بہار تھی وہ خزاں ہوئی جو خزاں ہوئی وہ بہار ہے
شب و روز پھولوں میں جو تلے کہاں خارِ غم وہ بھلا سہے
ملے طوق قید میں جب اسے کہاں گل کے بدلے یہ حال ہے
کبھی جان ماتم سخت ہے کبھو کیسی گردشِ تخت ہے
نہ وہ تاج ہے نہ وہ تخت ہے نہ وہ شان ہے نہ دیار ہے
کیا اے ظفر ڈر حشر کا جو خدا نے چاہا تو برملا
ہمیں ہے وسیلہ رسول کا وہ ہمارا حامی کار ہے

دُنیا

عمر برق و شرار ہے دنیا — کتنی بے اعتبار ہے دُنیا
داغ ہے کوئی دل نہیں خالی — کیا کوئی لالہ زار ہے دُنیا
ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع — عرصہ کارزار ہے دُنیا
آنے جانے پہ سانس کے ہے مدار — سخت ناپائدار ہے دُنیا
ایک جھونکے میں ہے اِدھر سے اُدھر — چار دن کی بہار ہے دُنیا
کوئی کافر کوئی مسلماں ہے — مجمعِ نور و نار ہے دُنیا
بدتر اسکو سمجھ خزاں سے امیر — دیکھنے کو بہار ہے دنیا

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ اور زنان بازاری کا مخالفانہ مظاہرہ

اخبارات میں آپ حضرات نے یہ خبریں پڑھی ہونگی کہ لاہور میں کچھ زنانِ بازاری اور ان کے کچھ دلالوں نے شناختی کارڈ میں مذہب کے اضافے کا مطالبہ تسلیم کرنے پر احتجاجی مظاہرہ کیا ہے۔

روزنامہ پاکستان لاہور جو حکمران پارٹی (مسلم لیگ) کے ایک ایم این اے کی ملکیت ہے اور جس کے مضامین نویس اور کالم نگاروں میں نام نہاد ترقی پسند یعنی کمیونسٹ شامل ہیں جن کی ہمدردیاں قادیانیوں سے ہیں وہ اقلیتوں خصوصاً قادیانیوں کی حمایت میں اپنی قلمی توانائیاں صرف کر رہے ہیں یہ ظاہر ہے کہ اکبر علی بھٹی ایم این اے جو اس اخبار کا مالک ہے وہ اپنی جماعت مسلم لیگ کی مرضی کے بغیر ایک قدم نہیں چل سکتا۔ ہم خواہ مخواہ بدگمانی تو نہیں کرنا چاہتے لیکن چونکہ یہ اخبار مسلم لیگ کا ہی آرگن سمجھا جاتا ہے اس لئے اس کی پالیسی اور طرزِ عمل سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پالیسی حکومت ہی کی پالیسی ہوگی گر واقعی ہمارا نظریہ درست ہے تو اس سے حکومت کے دوغلے پن کا اظہار ہوتا ہے۔

یہ بات سب پر عیاں ہے کہ پاکستان کی شناخت اسلام سے ہے۔ جس وقت تحریک پاکستان شروع ہوئی تو نعرہ لگایا گیا تھا ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔ آج بھی یہ نعرہ دیواروں پر جگہ جگہ خوشنما انداز میں تحریر کیا ہوا ہے اور عوام کو یہ احساس دلا رہا ہے کہ پاکستان کی بنیاد کلمہ طیبہ یعنی اسلام پر رکھی گئی تھی افسوس ہے کہ پاکستان اب تک اسلامی مملکت نہیں بن سکا البتہ مسلم مملکت ضرور ہے اس لئے کہ یہاں کی اکثریت مسلم عوام پر مشتمل ہے۔

پاکستانی جھنڈے پر سبز رنگ کے ساتھ سفید رنگ کی مختصر سی پٹی دی گئی ہے جو یہاں پر موجود اقلیتوں کو ظاہر کر رہی ہے۔ ان اقلیتوں میں قادیانیوں کا اضافہ ہوگیا ہے۔ تمام اقلیتوں کو بھی ملایا جائے تو وہ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہیں لیکن بنسبت دوسری اقلیتوں کے قادیانی اقلیت زیادہ فائدہ اٹھا رہی ہے وہ فوج اور سول محکموں میں اہم کلیدی عہدوں پر فائز ہے حالانکہ وہ مرزا محمود آنجہانی کی پیشگوئی کے مطابق اکھنڈ بھارت کی حامی ہے بلکہ اکھنڈ بھارت اس کے ایمان کا جزو ہے۔

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے کی وجہ سے قادیانی خوب فائدہ اٹھا رہے تھے حج کے لئے بھی چلے جاتے تھے حالانکہ حرم شریف میں کافروں کا داخلہ بند ہے قادیانی کافر ہی نہیں مرتد اور زندیق بھی ہیں اس کے علاوہ وہ سعودی عرب اور دوسرے مسلم ملکوں میں جا کر ملازمت حاصل کرتے تھے ان کا ملازمتیں حاصل کرنے کا مقصد نہ صرف قادیانیت کی تبلیغ ہوتا تھا بلکہ ان ملکوں کی جاسوسی بھی ان کے اولین مقاصد میں شامل تھی جو اس وقت وہاں موجود ہیں وہ یہی کچھ کر رہے ہیں۔ نئے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ سے حرم شریف قادیانی سازشوں اور تخریب کاریوں سے محفوظ ہو جائے گا۔

نئے کارڈوں میں نام، ولدیت، مستقل، غیر مستقل پتہ، جسم اور چہرے پر شناختی علامت وغیرہ بہت سی چیزیں شامل ہیں اگر اسے مذہبی بھی بنا دیا گیا ہے تو اس پر اعتراض نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ قیام پاکستان اور نظریۂ پاکستان کے عین مطابق ہے۔

ہمیں امید ہے کہ حکومت مٹھی بھر قادیانیوں، زنان بازاری اور ان کے دلالوں نیز کمیونسٹوں کے دھوکے میں نہیں آئے گی اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کو بحال رکھے گی ورنہ دوسری طرف سے بھی جلسے، جلوس اور مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا تو اس کے نتائج انتہائی خطرناک برآمد ہوں گے۔

تحریر: نورالامین

سرمایۂ اُمت
شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نام شیخ احمد تھا۔ آپ ایک ممتاز علم و عرفان بزرگ حضرت عبدالواحدؒ کے صاحبزادے تھے۔ شیخ ۹۷۱ھ ۱۵۶۳ء میں سرہند میں پیدا ہوئے۔ اس لئے آپ کو شیخ احمد سرہندیؒ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آپ کو مجدد کا نام اس لئے دیا گیا کہ آپ نے مغل بادشاہ اکبر کے دور میں شروع ہونے والی بے دینی اور جہانگیر کے دور میں پائی جانے والی شرک کی تحریکوں کے خلاف زبردست تحریک چلائی۔ اور ان تحریکوں کو ختم کر کے اسلام کی تجدید کا شاندار کارنامہ انجام دیا۔ آپ نے جس زمانے میں یہ کارنامہ انجام دیا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو ایک ہزار سال ہو چکے تھے۔ مجدد الف ثانی کا مطلب ہے دوسرے ایک ہزار سال کا مجدد۔ آپ کو یہ اعزاز کوششوں کی وجہ سے حاصل ہوا جو آپ نے احیائے اسلام کے سلسلے میں کیں۔

تعلیم و تربیت

شیخ احمد سرہندیؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سیالکوٹ میں مولانا کمال کشمیری اور ان کے بعد مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بہلول بدخشانی سے علم حاصل کیا۔ سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر آگرہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ کچھ عرصے بعد شیخ کے والد شیخ کو واپس سرہند لے آئے۔ مگر آپ کی طبیعت کو تسکین نہ ہوئی۔ حج کی نیت سے گھر سے روانہ ہوئے اور دہلی پہنچے تو یہاں آپ کی ملاقات حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان سے بیعت کی۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ آپ کی اہلیت سے اس قدر متاثر ہوئے اور آپ کی روحانیت کا اُن پر اس قدر اثر ہوا کہ ایک دفعہ آپ کے بارے میں فرمایا۔

"وہ (شیخ احمد) ایک ایسا چراغ ہے جس سے جہاں روشن ہوگا۔"

شاندار خدمات

شریعت کی برتری

حضرت شیخؒ نے جب مسلمانوں کے احوال کا جائزہ لیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمان مختلف عقائد کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے شریعت سے دور ہو گئے ہیں۔ شیخ رحؒ کسی ایسے تصوف کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے جو شریعت کے تابع نہ ہو۔ اُس دور میں ایرانی اور عجمی تصوف بہت مقبول ہو رہا تھا اور اس کے ساتھ فلسفۂ وحدت الوجود کے تحت خالق و مخلوق اور اسلام اور کفر میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا تھا۔ چنانچہ شیخؒ نے اس کے مقابلے میں وحدت الشہود کا تصور پیش کیا اور ثابت کیا کہ خالق اپنی مخلوق سے بالکل منفرد ہے اور یہ کہ شریعت کی پابندی کے بغیر اسلام کا خالص پن برقرار نہیں رہ سکتا۔

اشاعت دین

حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کے دور میں ہندو بڑے جارحانہ انداز میں اپنے مذہب کی اشاعت میں مصروف تھے اور ان کی "شدھی تحریک" بڑے زور وں پر تھی۔ ہندوؤں نے مساجد کو گرا کر مندر تعمیر کرنے شروع کر دیئے تھے۔ قرآن پاک کی بے حرمتی کی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس کے جواب میں انتہائی سخت رویہ اختیار کیا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت تیار کی جس کے اراکین نے گاؤں گاؤں اور شہر شہر جا کر دعوت و تبلیغ کا کام انجام دیا۔ شیخ نے اُس دور کے علماء اور مشائخ کو خطوط لکھے اور انہیں ان کے فرائض سے آگاہ کیا اور انہیں میدان عمل میں آنے کی دعوت دی۔ مسلم علماء میں اتحاد قائم کیا۔

ملی تشخص کا تحفظ

دور اکبری میں دین الٰہی اور راجپوت پالیسی کے ذریعے مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت کو بہت نقصان پہنچایا گیا تھا۔ رسوم کے لحاظ سے مسلمانوں میں یہاں تک ہندومت کے اثرات آ گئے تھے کہ مسلمان راجپوتوں کے ہاں مرد کے انتقال پر رسم ستی پر عمل ہونے لگا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کھلے الفاظ میں کہا کہ کفر اور اسلام کبھی یکجا نہیں ہو سکتے۔ ایک ہندو جس کا نام پریم رام تھا۔ حضرت شیخ کو لکھا کہ رام اور رحمان میں کوئی فرق نہیں تو آپؒ نے سخت الفاظ میں اس کو جواب دیا کہ رحمٰن خالق ہے اور رام مخلوق۔ رام جسرتھ کا بیٹا، لچھمن کا بھائی اور سیتا کا خاوند ہے۔ وہ سیتا کی حفاظت نہ کر سکا تو دوسرے کی کیا مدد کرے گا۔ خالق و مخلوق یکجا نہیں ہو سکتے۔ یہ تو بالکل ایسے ہی ہے کہ ایک عظیم بادشاہ ہو اور دوسرا کمینہ جنگلی (خاکروب) حضرت شیخؒ کے اس رویئے سے ہندو مسلم متحدہ قومیت کا جو سلسلہ شروع ہو گیا تھا وہ رک گیا اور مسلمانوں کو اپنا علیحدہ وجود اور ممتاز ملی تشخص برقرار رکھنے میں بہت مدد ملی۔

تصانیف

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی یوں تو متعدد تصانیف ہیں۔ لیکن معرکۃ الآراء تصنیف "رسالہ اثبات نبوت" ہے۔ شیخؒ کی اس تصنیف سے بادشاہ اکبر کے دین الٰہی کی پیدا کردہ تمام برائیوں سے نجات حاصل ہوئی اور یہ ثابت ہوا کہ اکبر کے دین الٰہی کو قبول کرنے کا مطلب ختم نبوت سے انکار کے مترادف ہے۔ اور ختم نبوت سے انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ حضرت شیخؒ کا ایک بہت عظیم کارنامہ ہے۔

شجاعت اور جرأت مندی کا سبق

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دینی کوششوں سے ہندو اور جہانگیر کے دربار کے بہت سے مفاد پرست مسلمان آپ کے خلاف ہو گئے جن میں جہانگیر کی ملکہ نور جہاں بھی شامل تھی۔

باقی صفحہ ۲۰ پر

کھانے کے درمیان کے آداب

۱—کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ پڑھے (مستدرک)

اور اگر کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو کچھ زور سے کہے تاکہ دوسرے بھی پڑھ لیں۔ شروع میں اگر بسم اللہ بھول جائے تو درمیان میں جب بھی یاد آجائے تو بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھ لے۔

(ترمذی)

۲—جو بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھاتا آپ اس کا ہاتھ پکڑ لیتے۔

(مسلم، زاد المعاد)

۳—کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لینا چاہئے۔ (ابن ماجہ)

۴—آپ اکثر و بیشتر تین انگلیوں سے کھاتے تھے (یعنی انگوٹھا شہادت والی انگلی اور بیچ کی انگلی) اگر چیز پتلی ہو تو بیچ کے برابر والی انگلی کو بھی استعمال فرما لیتے۔ (طبرانی)

ہاں اگر ضرورت زیادہ ہو تو پانچویں انگلی کو بھی استعمال کر سکتا ہے مگر اس وقت بھی انگلیوں کو جڑوں تک نہیں بھرنا چاہئے۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ پانچوں انگلیوں سے کھانا حریصوں کی علامت ہے۔ (نشر الطیب۔ مرقاۃ)

۵—داہنے ہاتھ سے کھانا شروع کرے۔ (بخاری، مسلم)

۶—جب پہلا لقمہ لیتے وقت یہ دعا بھی آپ سے منقول ہے۔

یا واسع المغفرۃ۔

۷—کھانے میں آپ کو شہد، سرکہ، کھجور، ککڑی، لوکی وغیرہ بہت پسند تھی۔ (مشکوٰۃ)

۸—کھانا نمک سے شروع کرے اور آخر میں بھی نمک چکھ لے تاکہ حرص و طمع نہ رہے۔ (احیاء العلوم)

۹—کھانے میں جتنے ہاتھ ہوں گے اتنی ہی برکت ہوگی۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

۱۰—برتن کے درمیان سے نہ کھائے بلکہ کناروں سے کھائے اس لئے کہ درمیان برکت نازل ہوتی ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ)

۱۱—کھانا ضرورت کے بقدر کھائے کہ ایک تہائی پیٹ کھانے کے لئے ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے چھوڑے۔

(زاد المعاد)

۱۲—بائیں ہاتھ سے نہ کھائے۔ کیونکہ اس سے شیطان کھاتا ہے

(مسلم)

۱۳—دسترخوان پر اگر کوئی بزرگ یا بڑا آدمی ہو تو کھانا پہلے اس سے شروع کروانا چاہئے۔ (احیاء العلوم)

۱۴—کھانے کو سونگھنا تو آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔

(ترمذی، دارمی)

۱۵—کھانا کھاتے وقت چپل، یا جوتے کو اتار دے اس سے

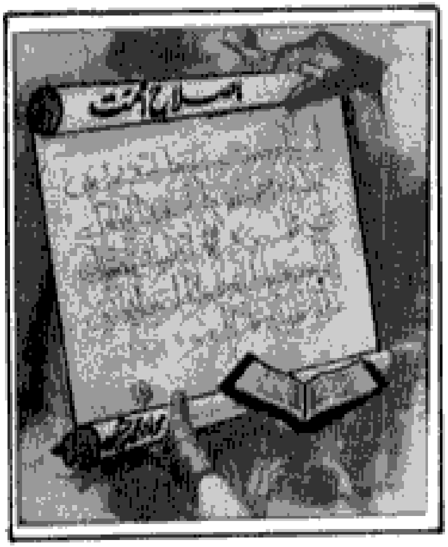

پاؤں کو آرام ملتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۱۶—کھانے کی مذمت نہ کرے اگر پسند آئے تو کھا لے ورنہ خاموشی سے چھوڑ دے۔ (بخاری، مسلم)

۱۷—گوشت میں آپ کو دست اور پٹھ کا گوشت زیادہ پسند تھا۔ (مشکوٰۃ)

۱۸—کھانا اپنے سامنے ہی سے کھانا چاہئے اور میوہ یا پھل وغیرہ ہو تو جو پسند ہو تو اس کو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ دوسرے کے سامنے ہی ہو۔

۱۹—لقمے چھوٹے چھوٹے کھائے۔ (احیاء العلوم)

۲۰—جب تک پہلا لقمہ نہ نگل لے دوسرے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ (احیاء العلوم)

۲۱—جب منہ میں لقمہ رکھ لیا تو بغیر سخت مجبوری کے اس کو منہ سے نہ نکالے۔ (احیاء العلوم)

۲۲—جب کوئی کھانے کو کہے تو اگر بھوک ہو تو کھانے تکلف کی وجہ سے انکار نہ کرے آپ نے فرمایا کہ آدمی بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

۲۳—کھانے والے کے منہ کی طرف نہ دیکھے۔

۲۴—کھانے کے دوران ہنسانے والی یا خوشگوار باتوں سے اجتناب کرے ایسا نہ ہو کہ گلے میں پھندا لگ جائے۔

(احیاء العلوم)

۲۵—روٹی سے ہاتھ نہ پونچھے اس سے روٹی کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

۲۶—روٹی کو چھری سے نہ کاٹے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۲۷—گرم کھانے کو پھونک مار کر ٹھنڈا نہ کرے۔ (ترمذی)

۲۸—پھل وغیرہ کو طاق عدد استعمال کرے یعنی تین یا پانچ سات وغیرہ۔ (احیاء العلوم)

۲۹—گٹھلیوں کو اسی پلیٹ میں نہ رکھے بلکہ دوسری پلیٹ میں جمع کرے۔

۳۰—گٹھلی کو شہادت اور بیچ والی انگلیوں سے پھینکے اس طرح سے کہ ان دونوں انگلیوں کی پشت پر گٹھلی رکھتے پھر پھینکے

(احیاء العلوم)

۳۱—اگر کھانے میں کچی پیاز یا لہسن وغیرہ ہو کہ جس سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہو تو وہ کھا کر مسجد میں داخل نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

۳۲—اگر مکھی وغیرہ گر جائے تو اگر وہ گرم چیز نہ ہو تو اس کو ڈبو کر اور پھر نکال کر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک بازو میں شفا اور دوسرے بازو میں مرض ہے۔ وہ پہلے مرض والے بازو کو ڈبوتی ہے۔ اگر طبیعت کراہت کرے تو مکھی وغیرہ والے کھانے کو نہ کھائے

(بخاری)

۳۳—اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اس کو صاف کر کے کھالے شیطان کے لئے نہ چھوڑے کیونکہ اس سے اولاد خوبصورت پیدا ہوتی ہے اور مرض اور کوڑھ اور فقر دور ہو جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

۳۴—کھانا کھا کر فوراً نہ سوئے اس سے دل میں ثقالت پیدا ہو جاتی ہے مگر دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر لیٹ جانا مسنون ہے۔ (زاد المعاد)

۳۵—کھانے کے دوران ایسا کام نہ کرے جس سے اور کھانے والوں کو گھن آئے۔ (آداب زندگی)

باقی صفحہ ۲۰ پر

رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر

جن کی ذات بے شمار خوبیوں کا مجموعہ تھی

رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر یکم دسمبر ۱۸۷۸ء کو ریاست رامپور میں پیدا ہوئے اپنے پانچ بھائیوں میں آپ سب سے چھوٹے اور چہیتے تھے۔ والد کا بچپن میں ہی انتقال ہوگیا تھا اس لیے آپ کی پرورش تعلیم و تربیت کی ساری ذمہ داریاں آپ کی نامور والدہ بی اماں کے ضعیف کاندھوں پر آن پڑیں۔ گھر پر اردو فارسی اور قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بریلی ہائی سکول میں آپ کا داخلہ کرادیا گیا۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے علی گڑھ بھیجا گیا جہاں قابل اور نامور اساتذہ کے زیر سایہ آپ کی ذہنی اور دماغی صلاحیتوں کو ابھرنے کا اچھی طرح موقع ملا۔ ۱۸۹۶ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان پاس کیا اور پوری یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی نواب محمد اسحاق خان نے ریاست رامپور کی طرف سے انہیں انگلستان جاکر تعلیم حاصل کرنے کا وظیفہ دلوایا اور اس طرح اپنی خداداد صلاحیتوں کو نکھارنے کا قدرت نے موقع بخشا اور انگلستان جاکر وہاں کی مشہور درسگاہ آکسفورڈ میں داخلہ لیا اس زمانہ میں ہر ہونہار اور تعلیم یافتہ ہندوستانی نوجوان کی یہ دلی خواہش ہوا کرتی تھی کہ وہ ہندوستانی سول سروس کے مقابلہ میں کامیاب ہو جائے۔ چنانچہ محمد علی جوہر نے بھی قسمت آزمائی کی اور ناکام رہے آپ کی یہ ناکامی بھی بعد میں آپ کی کامیابی ثابت ہوئی۔ اور قدرت نے اسلامیان ہند کے لیے آپ سے بڑے بڑے کام لیے۔

۱۹۰۲ء میں آکسفورڈ سے بی اے آنرز کی سند لے کر آپ وطن واپس لوٹے۔

ہندوستان واپس آکر آپ نے ریاست رامپور میں بحیثیت انسپکٹر جنرل تعلیمات اپنی ملازمت کا آغاز کیا۔ رامپور میں ملازمت کے دوران آپ کو یہ دیکھ کر سخت رنج اور افسوس ہوا کہ ریاست میں مسلمانوں کے لیے دینی تعلیم کا کوئی معقول اور مناسب انتظام نہ تھا چنانچہ اس شعبہ خاص پر آپ نے بھرپور توجہ دی اور نئے نصاب کا اجراء کیا۔ لیکن چند سال اس ملازمت میں رہ کر آپ نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔ اور ریاست بڑودہ میں ملازمت اختیار کرلی۔ یہاں وہ محکمہ افیون میں کمشنر کے عہدہ پر سرفراز ہوئے اور اس کی تشکیل ترقی اور اصلاح میں اپنی بہترین انتظامی صلاحیتوں کا ثبوت پیش کیا۔ ملازمت ہی کے دوران آپ مختلف انگریزی رسالوں خصوصاً ٹائمز آف انڈیا، ہندوستان ریویو، اور انڈین ایکسپریس وغیرہ میں مضامین بھی لکھتے رہے آپ کی انگریزی انشاء پردازی کی بہت جلد سارے ہندوستان میں دھوم مچ گئی اور آپ کی صحافت نگاری کی دھاک بیٹھ گئی۔ اس صحافت نگاری کے باعث آپ میں قوم کی خدمت کا جذبہ ابھرا چنانچہ ملازمت سے علیحدگی کے بعد مولانا محمد علی جوہر نے اپنا ذاتی اخبار نکالنے کا فیصلہ کیا اور اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ خود کلکتہ آئے اور بالآخر اپنا مشہور انگریزی اخبار کامریڈ نکالا یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان کی تحریک آزادی میں اس اخبار نے نمایاں اور بھرپور حصہ لیا اور یہ ثابت کر دیا کہ آپ نہ صرف عظیم سیاست دان سرفروش مقرر رہنما اور قادر الکلام شاعر بلکہ ایک اعلیٰ درجے کے صحافی بھی تھے۔ چنانچہ مشہور انگریزی ادیب اور ناول نگار ایچ جی ویلز نے اپنی کسی تصنیف میں مولانا محمد علی جوہر کو یہ کہہ کر خراج تحسین پیش کیا ہے کہ "مولانا محمد علی جوہر نے لارڈ میکالے کا قلم پایا ہے۔"

مولانا محمد علی جوہر کی ایک اور خوبی ان کی بے باکی اور جرأت اظہار تھی یہ بے باکی اور جرأت اظہار ان کی تحریر تقریر اور عمل میں نمایاں تھی حق اور باطل کے معرکے میں محمد علی کو اظہار خیال سے روکنا ایسا ہی تھا جیسے لوہے کو چقماق سے علیحدہ رکھنا ایسے موقع پر انہوں نے کبھی اپنی ذات کی پرواہ نہ کی اور وہی کیا وہی کہا اور وہی لکھا جسے انہوں نے حق جانا

پہلی جنگ عظیم ۴ اگست ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی جس میں دو ماہ بعد ترکی جرمنی کے حلیف کی حیثیت میں جنگ میں شریک ہوا اس درمیانی عرصے میں انگلستان کے اخباروں نے ترکوں کو مشورہ دینا شروع کیا کہ وہ انگلستان کے ساتھ اپنی قسمت وابستہ کرلیں۔ لندن کے مشہور اخبار ٹائمز آف انڈیا کا یہی مشورہ تھا۔ جو "ترکوں کی نظر انتخاب" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ مولانا محمد علی جوہر نے اس کا دندان شکن جواب چالیس گھنٹے کی مسلسل نشست میں اپنے اخبار کامریڈ میں دیا مضمون کا شائع ہونا تھا کہ سارے ہندوستان میں مولانا کی انشاء پردازی اور زور قلم کے دھوم مچ گئی یہ مضمون بلاشبہ مولانا کی انشاء پردازی کا شاہکار کہا جاسکتا ہے مگر حکومت ہند نے اسے اپنی پالیسی کے منافی سمجھا اور اس مضمون کے ساتھ ہی کامریڈ کی ضمانت ضبط کرلی

مولانا محمد علی جوہر نے سیاست کی خار زار وادی میں اس وقت قدم رکھا جب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بنانے کی تحریک میں انہوں نے نئی روح پھونک دی تھی وہ انگریز پرنسپل اور اسٹاف کے سخت خلاف تھے جب وہ ٹرسٹ بورڈ کی طرف سے رکن منتخب ہوئے تو انہوں نے علی گڑھ کالج کی حالت بہتر بنانے کی ہر ممکن کاوش اور سعی کی۔ کالج کو یونیورسٹی کی سطح پر لانے کی تحریک میں انہوں نے اپنے اخبار کامریڈ اور ہمدرد اور خود کو اس کے لیے وقف کردیا ان کے برادر بزرگ مولانا شوکت علی نے کئی لاکھ روپے کالج کے لیے جمع کیے اور کالج کے انگریزی پرنسپل موریسن نے اس میں مداخلت کی اور یہ تحریک کچھ عرصہ کے لیے اس وجہ سے رک گئی کہ مولانا محمد علی جوہر کو حکومت ہند نے ان کے بعض مخالفانہ مضامین کے سبب نظر بند کردیا تھا۔

مسجد کانپور کی شہادت کے موقع پر بھی مولانا محمد علی جوہر ایک وفد کے سربراہ بن کر انگلستان گئے اور وہاں پارلیمنٹ کے ارکان سے بھی ملے۔ اور وہاں کے اخباروں میں مسجد کانپور کے متعلق بے شمار مقالے لکھے اور آخر ان کی کاوشیں بار آور ثابت ہوگئیں جنگ بلقان کے سلسلہ میں بھی انہوں نے ایک طبی وفد ترکی بھیجنے کے لیے دامے درمے سخنے حصہ لیا اور کامیاب رہے جہاں تک تحریک خلافت کا تعلق ہے یہ مولانا کی زندگی

باقی صفحہ ۲۶ پر

جہاد کی عالمی تحریکیں اور قادیانی مشن کی ناکامی

قارئین ہفت روزہ ختم نبوۃ نے بارہا ملعون مرزا قادیانی کے یہ اشعار پڑھے ہوں گے یا مبلغین ختم نبوۃ کی موثر شعلہ بار تقاریر میں سنے ہوں گے لیجیے ایک مرتبہ پھر کڑوا گھونٹ پی کر یہ بدبودار اشعار پڑھ لیجیے۔

"اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹)

قادیانی ملعون نے ان اشعار اور ان جیسی اور کئی عبارات کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے واحد ذریعے فریضۂ جہاد کو مٹانے کی غلیظ کوشش اور سازش کی ہے جہاد کے ساتھ مرزا قادیانی کے بغض اور عناد کی چند اہم وجوہات ملاحظہ فرمایئے

(۱) چونکہ مرزا قادیانی نے عقیدۂ ختم نبوۃ کو سبوتاژ کرنے کے لیے نبوت کا دعویٰ کیا اور اسے معلوم تھا۔

(۲) کہ ماضی میں اس قسم کی حرکت کرنے والوں کا خاتمہ مسلمانوں نے جہاد کے ذریعے سے کیا تھا خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق نے مسیلمہ کذاب اور سجاح جیسے نبوۃ کے دعویداروں کا جہاد کے مبارک عمل کے ذریعے سے قلع قمع فرمایا۔

مرزا قادیانی ملعون نے اپنے پیش رو آقاؤں کے انجام سے سبق لیا اور جہاد کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا تاکہ جس عمل کے ذریعے سے اس شجرہ خبیثہ کی بیخ کنی کی جا سکتی تھی اس عمل کو پہلے ہی مسلمانوں میں مشکوک کر دیا جائے۔

(۳) چونکہ انگریز مسلمانوں کی تلوار سے اس وقت سے خوفزدہ تھا جس وقت سے سلطان صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی نے صلیب اور صلیبیوں کی کمر بیک وقت توڑ ڈالی اور بیت المقدس کو صلیبیوں کے ناپاک وجود سے پاک کر دیا وہ دن ہے اور آج کا

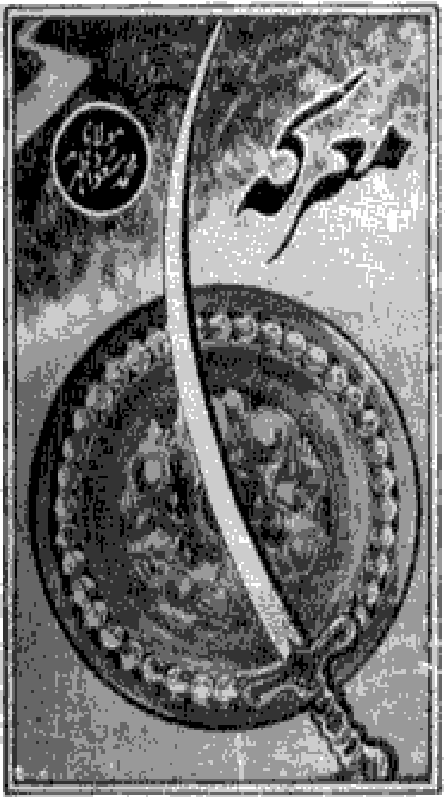

دن انگریز نے یہ ٹھیکہ رکھا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے وہ تلوار رکھوا کر دم لے گا۔ اور مسلمانوں میں جب تک جذبہ جہاد اور شوق جہاد موجود ہے انگریز کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ اپنے اس مشن کی تکمیل کے لیے اور مسلمانوں کو تنہا کر کے فاختہ بنانے کے لیے انگریز نے جو سازشیں کیں ان کی بڑی کڑی ملعون مرزا قادیانی کی جعلی نبوت تھی انگریز نے یہ پودا لگایا ہی مسلمانوں کو جہاد سے بدظن کرنے کے لیے تھا اور انگریز کے خود کاشتہ پودے نے یہ کام بڑی محنت اور لگن سے سرانجام دیا ملاحظہ فرمایئے (تریاق القلوب صفحہ ۲۵)

مرزا قادیانی اپنے لوال قلم سے لکھتا ہے

"اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں"

اپنی اسی کتاب میں مرزا نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس نے جہاد کے خلاف لکھی جانے والی یہ کتابیں بطرف زر کثیر چھپوا کر اسلامی ممالک میں بھیجیں اور ان کتابوں کا خاطر خواہ اثر اس ملک پر بھی پڑا۔

مرزا قادیانی نے جہاد کے خلاف صرف کتابیں اور اشتہارات ہی نہیں لکھے بلکہ اپنی منحوس زندگی کا اکثر حصہ مسلمانوں کے اذہان و قلوب سے جہاد کو مٹانے کے لیے صرف کیا ملاحظہ فرمایئے مرزا کی کتاب تبلیغ رسالت جس میں مرزا کے لوال قلم نے اس حقیقت کا اعتراف کر لیا کہ

"دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں نے ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں کہ تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں"

(۴) مرزا کی جہاد دشمنی کا تیسرا بڑا سبب اپنی ذریت کا تحفظ اور اپنے پیروکاروں کا دفاع تھا اس لیے مرزا قادیانی کے بیکس کالج کے تربیت یافتہ بہروپئے کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ بڑے دل بہلانے والے انداز میں مسلمانوں کو یہ باور کرا دیتا ہے کہ جہاد (نعوذ باللہ) فساد اور قتل و غارت گری کا دوسرا نام ہے پہلے جہاد مجبوری کی وجہ سے کیا جاتا تھا اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی اور یہ کہ جہاد کی وجہ سے غیر مسلم اسلام کو قبول نہیں کرتے اگر اسلام سے جہاد کو نکال دیا جائے تو کروڑوں غیر

مسلم اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہیں وغیرہ وغیرہ قادیانی ٹولے کا ہر فرزند مسلمانوں کو جہاد سے متنفر کرنے کے فن میں مشاق ہے چنانچہ ان کی ان زہریلی باتوں کا مسلمانوں پر اثر ہوتا ہے اور وہ جہاد سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں، بلکہ اب تو وہ وقت آ گیا کہ بعض مسلمانوں کو جہاد کے حقیقی معنی تک معلوم نہیں اور نہ ہی جہاد کی فرضیت و اہمیت کا انہیں احساس ہے

مرزا قادیانی کی ذریت جہاد کے خلاف یہ سب کچھ اس لیے کرتی ہے کہ تاکہ مسلمان اس فریضے سے غافل رہیں اور یہ مرتدوں کا ٹولہ کھلے عام کفر و ارتداد پھیلاتا پھرے۔

وہ جانتے ہیں کہ اگر مسلمانوں میں جذبہ جہاد موجزن ہو گیا اور انہیں ناموس ختم نبوت پہ قربان ہونے کے فضائل معلوم ہو گئے اور یہ مسلمان شہادت کی لذت سے واقف ہو گئے تو چند ہی دن میں پوری دنیا میں کوئی قادیانی عبادت گھر میں رکھنے کو بھی نہیں ملے گا اور ان کا وہی حشر ہو گا جو افغانستان میں ان کے آباؤ اجداد کا ہوا تھا جو افغانستان میں قادیانیت پھیلانے کے لیے گئے مگر افغانستان کے غیور علماء نے ان سے مناظرہ کرنے کی بجائے انہیں سولی پہ چڑھوا دیا پھر اس کے بعد کسی قادیانی سورما کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ طورخم کے راستے خیبر کا رخ کرے لیکن افغانستان کے علاوہ باقی ایشیا اور یورپ میں جہاں جہاں قادیانی کی ذریت بڑھتی گئی انہوں نے اپنے تحفظ کی خاطر مختلف منافقانہ ہتھکنڈے استعمال کر کے مسلمانوں کو جہاد سے دور کرنے کا مشن جاری رکھا جس کے نتیجے میں آج کسی مسلمان کے وہم و خیال میں بھی قادیانیوں کے لیے اس سزا کا تصور نہیں جو شریعت نے ان مرتدوں کے لیے مقرر فرمائی ہے

اسی پروگرام کی طرف مرزا قادیانی ملعون نے اپنی زندگی میں اشارہ کر دیا تھا کہ میرے مرید جہاد کے خلاف اس مشن کو جاری رکھیں گے دیکھیے مرزا کی کتاب تبلیغ رسالت صفحہ ۱۹/ ۷ امر قادیانی ہے

"میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے"

بہر حال میں صرف انہیں تین اسباب پہ اکتفا کرتے ہوئے اپنے اصل مقصود کی طرف آتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ مرزا قادیانی اور اس کے ٹولے نے انگریز کے ٹکڑوں پہ پلتے ہوئے سیم و زر اور زمینوں اور مال و اسباب کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمانوں کو جہاد سے اس قدر دور کر دیا کہ اچھے اچھے مسلمان جہاد کے متعلق شکوک و شبہات میں پڑ گئے کسی نے اقدامی جہاد کا انکار کر دیا کسی نے جہاد کی ہزاروں اقسام نکال کر اس جہاد کو فراموش کر دیا جس جہاد کو قرآن مجید نے فرض قرار دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ستائیس مرتبہ اس میں اسلحہ اٹھا کر تشریف لے گئے۔ اور کسی نے جہاد کی شرائط نکال کر امت کو یہ باور کرایا کہ چونکہ جہاد کی شرائط موجود نہیں اور نہ ہو سکتی ہیں اس لیے تم اس فریضے کو بھول کر بیٹھے رہو تاکہ دشمن جب چاہے تمہیں تہ تیغ کر ڈالے اور کسی نے یہ ظلم کیا کہ جہاد کے لیے یہ ضروری قرار دیا کہ جہاد تو وہ کر سکتا ہے جو کم از کم طوبیٰ کے درجے تک پہنچا ہوا ہو اور ایمان و اعمال کے اعتبار سے کامل ہو

ماہنامہ
الہادی
مدیر مسئول: حافظ اشتیاق احمد عباسی
الہادی خود پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں اور ملی تحریکی شعور بیدار کریں جزاکم اللہ
ڈرافٹ کیلئے
قیمت فی شمارہ ۸ روپے، سالانہ ۹۰ روپے
رابطہ کیلئے
ادارہ صدیقیہ
72 8033

اور سو فیصد دین پر عمل پیرا ہو بس اب چھٹی ہو گئی نہ کوئی سو فیصد دین پہ عمل پیرا ہو گا اور نہ ہی جہاد کرے گا

بہر حال طرح طرح کے حیلوں سے اور بہانوں سے مسلمانوں کو جہاد سے دور کیا گیا چنانچہ مسلمان کمزور ہوتے چلے گئے اور ان کے دشمن طاقتور ہوتے چلے گئے اور یہ ظلم بھی ہوا کہ مسلمان جہاد اور شہادت کے ہزاروں نہیں لاکھوں فضائل سے محروم ہو گئے نصرت خداوندی کا مفہوم تبدیل ہو گیا۔ دین کے خادم دین کے لیے قربانی دینے سے گھبرانے لگے۔ بستر کی موت محبوب بن گئی اور میدان کارزار کی شہادت والی موت سے مسلمان ڈرنے لگے۔ جس کے نتیجے میں فرمان نبوی کے مطابق عمل ہوا کہ جب تم جہاد چھوڑ دو گے تم پر ذلت مسلط کر دی جائے گی اور قومیں تم پر ٹوٹ پڑیں گی اور تمہیں نوچ نوچ کر کھا لیں گی، اور تم قتال سے نفرت کرنے لگو گے اور دنیا کی محبت میں مست ہو جاؤ گے۔

مسلمانوں میں عوام و خواص کی یہ حالت دیکھ کر قادیانی بغلیں بجا رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے کہ دیکھو آہیں تو یہ مسلمان کافر کہتے ہیں مگر ہمارے جال میں پھنس کر جہاد کو چھوڑ ہی نہیں بیٹھے بلکہ بھول گئے مگر الحمد للہ قادیانیوں کی یہ خوشی وقتی ثابت ہوئی اور افغانستان کی طرف سے جہاد کا سورج طلوع ہوا جس کی کرنوں نے مشرقی یورپ سے لے کر عرب کے صحراؤں تک غفلت اور بزدلی کی نیند سوئے ہوئے مسلمانوں کو جگا دیا ان مسلمانوں کی ایک انگڑائی نے روس جیسی سپر پاور کو پاش پاش کر دیا

آج دنیا کے نقشے پر سوویت یونین نام کی سپر پاور تو در کنار کوئی چھوٹی سی گرانی بھی موجود نہیں ہے۔ افغانستان کے سولہ لاکھ شہداء کے خون کی مہک نے قادیانیوں کے بے بود ارشن کو مٹا دیا اب پوری دنیا میں جس طرف نظر اٹھائی جائے مظلوم مسلمان کفار کے مقابلے میں برسر پیکار نظر آتے ہیں اور جگہ جگہ جہاد کی عالمی تحریکیں قادیانیوں کو یہ پیغام دے رہی ہیں کہ تم نے کافی اودھم مچا لیا اب تمہارا یوم حساب قریب ہے

از: رعایت اللہ فاروقی

صدیق کانجو کی وضاحت پر جرمن وزیر خارجہ کا اطمینان

قادیانی ہے ملک وملت کے لئے نت نئے مسائل اٹھاتے رہتے ہیں سیاسی محاذ پر پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر ذلیل کرانے سے لے کر اندرونی طور پر دہشت گردیاں کرکے ملک کو غیر مستحکم کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کیا جاتا بین الاقوامی سطح پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا مسئلہ ہمیشہ اٹھایا جاتا ہے اس سلسلے میں قادیانیوں نے جنیوا میں انسانی حقوق کے کمیشن کے سامنے اپنا کیس پیش کیا اور دعوی کیا کہ پاکستان میں ہمارے حقوق مارے جا رہے ہیں۔

اس سے قبل قادیانی جنیوا میں پاکستان کے سفیر کے طور پر اپنے بندے کا تقرر کروا چکے تھے یہ شخص مشہور قادیانی منصور احمد ہے جو آج جاپان میں پاکستان کے سفیر کے منصب پر فائز ہے۔

کمیشن نے جب پاکستانی سفیر منصور احمد کو پاکستانی موقف پیش کرنے کے لئے طلب کیا تو اس نے حقیقت بیان کرنے سے قصداً پہلوتہی کی اور یوں انسانی حقوق کے کمیشن نے قرارداد منظور کر لی کہ پاکستان قادیانیوں کے انسانی حقوق پامال کر رہا ہے اور حکومت پاکستان اس کی ذمہ دار ہے۔

قادیانی یہ قرارداد لے کر واشنگٹن پہنچے جہاں سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی نے پاکستان کے لئے امداد کی شرط والی قرارداد میں قادیانیت کا مسئلہ بھی شامل کر لیا اور یوں اب پاکستان کی امداد کی بندش کی ایک بڑی وجہ قادیانیوں کی یہ بین الاقوامی سفارتی سازش بھی ہے۔

امریکی صدر نے جو پاکستان کی امداد کیلئے جو سرٹیفکیٹ جاری کرنا ہے اس میں یہ بھی درج کرنا ہوگا کہ وہ حکومت پاکستان نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے ازالہ میں نمایاں ترقی کی ہے۔

ایسے میں پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے جرمن وزیر خارجہ کلاز کینکل نے پاکستان کے خارجہ امور کے وزیر مملکت صدیق کانجو کے سامنے یہ مسئلہ بھی اٹھایا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قادیانی جرمن میں سیاسی پناہ لیتے ہیں دونوں کے مابین ہونے والی گفتگو کا خلاصہ:۔

روزنامہ جنگ کراچی کے صفحۂ اول کی یہ خبر ہے:۔

قادیانیوں کو آئینی حقوق حاصل ہیں۔ کانجو۔

جرمن وزیر خارجہ وضاحت سے مطمئن ہو گئے۔

اسلام آباد (وقائع نگار خصوصی) وزیر مملکت برائے امور خارجہ مسٹر صدیق کانجو نے کہا ہے کہ پاکستان میں قادیانی اقلیتوں کو تمام آئینی حقوق حاصل ہیں اور جرمن وزیر خارجہ کلاز کینکل نے بھی پاکستان میں احمدیوں کو حاصل آئینی و قانونی حقوق پر اطمینان کا اظہار کر دیا ہے جرمن وزیر خارجہ نے پاکستان کے وزیر مملکت برائے خارجہ امور کے ساتھ ملاقات کے دوران کہا تھا کہ پاکستان سے احمدی فرقے سے تعلق رکھنے والے افراد بڑی تعداد میں سیاسی پناہ حاصل کرنے ان کے ملک پہنچ رہے ہیں جس پر جرمنوں کو تشویش ہے۔ لیکن مسٹر صدیق کانجو نے ان پر حقائق واضح کئے تو جرمن وزیر خارجہ مطمئن ہو گئے۔

اس خبر نے پاکستان میں موجود انسانی حقوق کے نام نہاد محافظوں کو جن میں قادیانی بھی شامل ہیں پریشان کر دیا ہے کہ یہ کیا ہوا ہے۔

بقیہ: اسلامی تجارت

تاجر دیانتداری سے انکم ٹیکس ادا کریں گے۔ کیونکہ ایسی صورت میں حکومت کی یافت کم نہ ہونے کا امکان ہے بلکہ خیال اغلب یہ ہے کہ ٹیکس کی رقومات زیادہ ہو جائیں۔

انکم ٹیکس کے سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ اسلام میں ہر شخص کو اس کی مالی حیثیت کے لحاظ سے دوسروں کی مدد کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ آمدنی پر ٹیکس جیسا کوئی حکم میرے علم میں اسلام میں نہیں دیا گیا۔ زکوۃ کا حکم بھی کل املاک سے ہے اور اس کا تعلق آمدنی یا منافع سے نہیں ہے۔ زمین اور کھیتی باڑی اور جائیداد کے معاملہ میں فرق اس لئے ہے کہ اس کے ٹکڑے کر کے قابل تقسیم حصہ نہیں نکالا جا سکتا۔ جس کو IMMOVABLE PROPERTY ہم کہتے ہیں اور اسی طرح ایک مقام پر قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ

اے پیغمبر تم سے پوچھتے ہیں ہم کیا دیں کہہ دیجئے اپنی ضروریات سے زائد سب کچھ۔

آپ سب کے علم میں یہ واقعہ ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے جنگ کے سلسلہ میں مسلمانوں سے مال طلب کئے اور حضرت عمرؓ کل مال کا نصف پیش فرمایا جبکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا کل پیش کیا اسی موقع پر حضرت عثمانؓ بکثرت اشرفیاں اور دیگر سامان پیش فرمایا تھا۔ اس موقع پر ایک صحابی ایسے بھی تھے جو خاموشی سے گردن جھکائے بیٹھے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر کہ وہ کیا لائے ہیں۔ اپنی ٹانگوں کے درمیان سے ایک جو کی پوٹلی نکالی جس کا وزن محض چند کلو تھا اور فرمایا رسول اللہ کل شام آپ کے اعلان کے وقت میرے پاس کچھ نہ تھا۔ لیکن میری خواہش تھی کہ اس ارشاد پر ضرور حصہ لوں چنانچہ میں نے کل شب ایک یہودی کے باغ میں آبیاری کی اور یہ اس کا کام کا معاوضہ ہے جو میں پیش کر رہا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جو تمام سامان کے اوپر بکھیر دیئے اور فرمایا یہ سب پر بھاری ہے۔

اس واقعہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اسلام میں اگرچہ انکم ٹیکس جیسا کوئی قانون نہیں مگر ضرورت کے وقت ملک و قوم کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ حصہ لیا جا سکتا ہے۔ یہ صورت حال دنیا میں ہر قوم میں متعدد بار پیدا ہوتی ہے اور ہوتی رہتی ہے اور ہوتی رہے گی۔ مسلم لیگ کے لئے مسٹر آدمجی کا بینک چیک اس کی ایک مثال ہے۔ خلافت تحریک کے سلسلہ میں مولانا محمد علی، شوکت علی کی طلب پر خواتین نے اپنے زیورات اتار کر دیئے تھے۔ وہ بھی یہی جذبہ تھا۔

آخر میں اس قدر عرض ہے کہ پاکستانی تاجر کا IMMAGE اس وقت نہ صرف دوسرے ممالک میں بلکہ پاکستان میں بہت عمدہ نہیں ہے۔ یہی در اصل ہمارا امتحان اور TEST ہے۔ تاجر صنعت کار برادری اپنے میں مناسب اور ضروری تبدیلیاں لانے میں کامیاب ہو گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ رضائے الٰہی ہمارے شامل حال ہوگی اور ہمیں دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل ہوگی۔ ●●

از: زاہد حنیف

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

١۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میری اطاعت کی بیشک اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

(بخاری شریف)

٢۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً یہ روایت ہے کہ میری امت کا ہر فرد جنت میں جائیگا مگر جس نے انکار کیا جس نے میرا اتباع کیا جنت میں جائیگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (کذا فی الجامع) جلد ٢ صفحہ ٢٣٣)

٣۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے فرشتوں نے کہا کہ تمہارے ان صاحب کے لئے ایک مثال ہے اس مثال کو بیان کرو۔ بعض فرشتوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں اور بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے تو فرشتوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے ایک مکان بنا کر اس میں عام دعوت کے لئے دسترخوان بچھایا اور چُنا اور ایک بلانے والے کو بھیجا پس جس نے بلانے والے کا کہا مانا گھر میں داخل ہوا اور کھانا کھایا اور جس نے بلانے والے کا کہا نہ مانا نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ دسترخوان سے پھر فرشتوں نے کہا کہ اس کی تفسیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان کرو تاکہ حضور علیہ السلام اس کو سمجھ لیں کسی فرشتے نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں اور کسی نے کہا کہ حضور کی آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار رہتا ہے تب فرشتوں نے بیان کیا کہ وہ مکان جنت ہے اور بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانا اس نے بیشک اللہ کا کہا مانا اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی پس اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافر اور مومن لوگوں میں باعث فرق ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار مومن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف کافر ہیں۔

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف)

٤۔ روایت ہے عبداللہ بن عباسؓ نے (١) اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا (٢) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ (٣) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ (٤) اور حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حبیب ہیں فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اس پر فخر نہیں کرتا اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور اس جھنڈے کے نیچے آدم علیہ السلام اور سارے انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے اور میں اس پر فخر نہیں کرتا اور قیامت میں سب سے پہلے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے جسکی شفاعت قبول کی جائے گی وہ میں ہوں گا اور اس پر بھی میں کوئی فخر نہیں کرتا اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوانے والا میں ہوں گا اور سب سے پہلے میں اور میری امت کے فقراء داخل ہوں گے اور اس پر بھی کوئی فخر نہیں کرتا۔ اور میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہوں اوّلین اور آخرین میں اور کوئی فخر نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ شریف)

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ایسا مؤثر بیان فرمایا کہ آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں اور دل خوف و ہراس سے بھر گئے تو ایک صحابیؓ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو گویا کہ ایسا وعظ ہے جو رخصت کرنے والے جیسا ہے پس کن امور کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو وصیت فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور امیر کے کہنے اور سننے اور اس کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیتا ہوں اگرچہ وہ حبشہ کا باشندہ اور غلام ہو پس بلاشبہ جو آدمی تم میں سے میرے بعد زندہ رہیگا بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا تم ایسی صورت میں میری اور میرے ہدایت دینے والے پچھلے خلفاً کی سنت اور طریقہ پر عمل کرنا اور اسی طریقہ کو پکڑنا اور اس پر دانت گاڑ دینا اور اپنے آپ کو ہر نئے طریقہ سے محفوظ رکھنا اس لئے کہ ہر نیا طریقہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد شریف)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے میرے بعد میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہونے والے اختلاف سے متعلق پوچھا تو اللہ پاک نے میرے پاس وحی بھیجی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں بعض بعض سے زیادہ قوی ہے اور ہر ایک کے لئے نور ہے پس جس نے کسی اس شئے پر عمل کر لیا جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں اختلاف ہے پس ایسا آدمی میرے نزدیک ہدایت پر ہے اور آپ نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کے مانند ہیں جس کسی کی بھی اقتدا کروگے تم ہدایت پا جاؤ گے۔

(جمع الفوائد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم لوگوں میں اپنے قیام کی مقدار نہیں جانتا پس میرے بعد دو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا اور حضرت عمارؓ کی عادت کی طرح عادت ڈالو اور جو کچھ تم سے عبداللہ بن مسعود بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔ (ترمذی مرفوعاً)

خلافت راشدہ کا روشن ترین دور

از: محمد صدیق شاہ بخاری، لاہور

عدل کے لغوی معنی ایسی برابری کے ہیں جو توازن پر مشتمل ہو۔ قدیم عربی ادب میں عدل البعیر سے مراد وہ سامان لیا جاتا تھا جو اونٹ کی پیٹھ پر لادا جاتا اس طرح کہ دونوں جانب برابر ہو جائیں ٹیڑھی لکڑی کو گرم کرکے بھاری پتھر کے ذریعے سیدھا کرنے کے لیے بھی عدل کا لفظ استعمال کیا جاتا۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ خلافت میں فرمایا اگر میں کج روی اختیار کروں تو مجھے ایسا سیدھا کردو جیسے تیر مضبوط بھاری پتھر تلے رکھ کر سیدھے کیے جاتے ہیں،،

انصاف بھی اس کا ہم معنی لفظ ہے جس کا مطلب ہے نصف بانٹنا اور صحیح تقسیم کرنا۔ اسلامی اخلاق میں عدل و انصاف کا معنی ہے ہر شخص کے ساتھ بلا رو رعایت وہ معاملہ کرنا جس کا وہ اصل حقدار ہے چنانچہ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو خلافت راشدہ کا دور عدل و انصاف کی ہر تعریف اور ہر معیار پر پورا اترتا ہے۔ اس زریں دور کی ابتداء ہی اس ارشاد سے ہوتی ہے ،، تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلادوں اور تم میں سے جو طاقتور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق نہ لے لوں ،، اور پھر زمانے نے دیکھا کہ اس کرہ ارض پر تیس سال ایسے گزرے کہ عدل و انصاف کی وہ مثالیں قائم ہوئیں کہ تاریخ اقوام عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے تاریخ کے شناور یہ جانتے ہیں کہ ہر بڑے حکمران اور ہر بڑی حکومت کی تہ میں کوئی نہ کوئی مشہور مدبر یا سپہ سالار مخفی تھا۔ یہاں تک کہ اگر اتفاق سے وہ شخصیت نہ رہی تو دفعتاً فتوحات بھی رک گئیں اور نظام حکومت کا ڈھانچہ بھی بگڑ گیا۔ سکندر ہر موقع پر ارسطو کی ہدایات کا آسرا ڈھونڈتا تھا۔ اکبر کے پردے میں ابوالفضل اور فیضی کا ہاتھ تھا۔ عباسیہ عظمت و شوکت برامکہ کے دم سے تھی اور اسی طرح یہ کہنا بھی عین اظہار حق ہوگا کہ خلافت راشدہ کی عظمت و سطوت کے جلووں میں قمر رسالت کے فیض یافتہ چار ستاروں کے عدل و انصاف کا اہم حصہ تھا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب یہ سنہری عدل و انصاف اٹھ گیا تو ملت اسلامیہ کا شیرازہ کچھ اس طرح بکھرا کہ آج تک سمٹ نہ سکا۔ یہ مثالی دور ایک کھلی کتاب کی مانند ہے کہ جس کے ہر صفحے پر عدل و انصاف کی جگمگاتی روایات ملتی ہیں اس کتاب کا پہلا صفحہ ہی پلٹیں تو نظر آئے گا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اونٹوں کے صدقات تقسیم کررہے ہیں ایک آدمی بھی اونٹ حاصل کرنے کی تمنا میں لیے آپ کے پیچھے بلا اجازت اونٹوں کی قطار میں داخل ہوجاتا ہے بغیر اجازت اس کا یوں آجانا آپ کو ناگوار گزرا اور اس آدمی کو اس نکیل سے مارا جو اس کے ہاتھ میں تھی جب آپ اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو اس بات کا خیال آیا۔ فوراً اس کو بلایا اور اسے اس کی نکیل دے کر کہا کہ اپنا بدلہ لے لو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو روکا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ مجھے قیامت کے دن کون اللہ سے بچائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے راضی کردیں تب صدیق اکبر نے اس شخص کو خود اپنی سواری کی اونٹنی اس کا کجاوہ دھاری دار کمبل اور پانچ دینار لاکر دیئے۔

پہلے صفحہ کی یہ چھوٹی سی مثال ہی عدل و انصاف کے اس قدر موتی اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے کہ آج کا دور اپنے تمام تر بلند بانگ دعووں کے باوجود اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔

دوسرا صفحہ پلٹیے تو آپ کو عدل و انصاف کی ایسی جامع تصویر نظر آئے گی جس کے بارے میں علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ تمام دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسا حکمران دکھا سکتے ہو جس کی معاشرت یہ ہو کہ قمیض میں دس دس پیوند لگے ہوں، کاندھے پر مشک رکھ کر غریب عورتوں کے ہاں پانی بھر آتا ہو، فرش خاک پر پڑا رہتا ہو بازاروں میں پڑا پھرتا ہو جہاں جاتا ہو جریدہ و تنہا جاتا ہو اونٹوں کے بدن پر اپنے ہاتھ سے تیل ملتا ہو، جو دربار نقیب و چاؤش حشم و خدم کے نام سے ناآشنا ہو اور پھر رعب و ادب یہ ہو کہ عرب و عجم اس کے نام سے لرزتے ہوں اور جس طرف رخ کرتا ہو زمین دہل جاتی ہو۔ سکندر و تیمور تیس تیس ہزار فوج رکاب میں لے کر نکلتے تھے جب ان کا یہ رعب قائم ہوتا تھا،، پھر رعب و ادب یوں ہی نہ تھا بلکہ عدل کا منطقی ثمر تھا یہی وجہ تھی کہ زلزلہ بھی اس حوالے سے رک جایا کرتا تھا۔ اور غیر مسلم بھی اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ قیصر روم کا قاصد مدینے میں آپ کو ڈھونڈ رہا تھا لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا کوئی بادشاہ نہیں البتہ امیر ہے ہمیں کہیں ہوں گے قاصد نے تلاش کیا تو دیکھا مدینے سے باہر تپتی ہوئی زمین پر دھوپ میں درہ سر کے نیچے رکھے سو رہے ہیں اور پسینہ پیشانی سے گر گر کر زمین کو تر کررہا ہے یہ دیکھ کر اس کی عجیب حالت ہوئی اس نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کی ہیبت سے بادشاہ بے قرار ہیں اور اس کی یہ حالت مگر اے عمر تونے عدل کیا لہٰذا بے خوف ہوکر سویا۔ اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے لہٰذا وہ بیدار اور خوف زدہ رہتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا دین برحق ہے اگر

میں قاصد بن کر نہ آتا تو اسلام لے آتا مگر اب نہیں تو واپس جا کر ضرور اسلام لے آؤں گا"

اسی صفحہ پر آپ کو دو تاریخی جملے بھی دکھائی دیں گا، جو ہمیشہ کے لیے آزادی اور تاریخ حریت کا عنوان بن چکا ہے۔ ہوا یوں کہ مصر کے گورنر کے بیٹے نے ایک آدمی کو اس وجہ سے پٹوایا کہ وہ دوڑ میں اس سے آگے نکل گیا تھا۔ تو خلیفہ نے گورنر مصر کے بیٹے کو اسی مصری سے کوڑے لگوائے اور ان کے باپ عمرو بن عاص کو مخاطب کر کے کہا تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنانا شروع کر دیا حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا ہے،،

تیسرے صفحہ کی آب و تاب درخشانیت بھی کسی سے کم نہیں کیونکہ اس صفحہ پر وہ شخصیت جلوہ گر ہے جس کا خطاب ہی ذوالنورین ہے انہوں نے اپنے ایک غلام کو کہا کہ میں نے تیرا کان ملا تھا تو مجھ سے بدلہ لے۔ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کان پکڑا۔ آپؓ نے فرمایا سختی سے مل تاکہ دنیا میں ہی بدلہ ہو جائے۔

خلافت راشدہ کے چاروں ستارے عدل و انصاف کے بارے میں اس قدر احتیاط فرماتے تھے کہ جو بظاہر آج کے دور میں انسانی امکانات سے باہر نظر آتی ہے۔ یقین نہ آئے تو چوتھا صفحہ پلٹیں آپ دیکھیں گے کہ شیر خدا حب مال کو سات حصوں میں تقسیم کرتے ہیں تو مال میں آنے والی ایک چپاتی کو بھی سات ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ہر حصے میں ایک ایک ٹکڑا شامل فرماتے ہیں۔

اگرچہ چاروں صفحات کی ایک ایک جھلک ہی اس سنہری دور کے عدل کی وضاحت کے لیے کافی ہے مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عدل و انصاف کو مختلف شعبوں میں تقسیم کرتے ہوئے ہر شعبے کا مختصر جائزہ لے لیں تاکہ دور خلافت راشدہ کے تصور عدل کا کوئی گوشہ ادھورا نہ رہ جائے۔

قانونی یا عدالتی عدل :- آج کا یورپ قبل از مسیح رومن امپائر کے عدالتی قوانین کو بڑے فخر سے بیان کرتا ہے لیکن وہ عدالتی قوانین جو حضرت عمرؓ نے بیان کیے وہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو آج سے کہیں زیادہ پورے کرتے ہیں۔ عدالت کا انصاف چار باتوں پر منحصر ہے۔

(۱) عمدہ اور مکمل قانون جس کے مطابق فیصلے عمل میں آئیں۔

(۲) قابل ترین حکام کا انتخاب۔

(۳) وہ اصول اور آئین جن کی وجہ سے حکام رشوت اور دیگر ناجائز وسائل کے سبب فصل خصومات میں رو رعایت نہ کرنے پائیں۔

(۴) آبادی کے لحاظ سے قضاۃ کی تعداد کا کافی ہونا تاکہ مقدمات کے انفصال میں حرج نہ ہونے پائے۔

خلافت راشدہ کے مثالی دور میں یہ تمام امور بدرجہ اتم مکمل تھے اس لیے عدالت کا انصاف بے لاگ اور بے مثل ہوا گو آج تک انتظامیہ اور عدلیہ کے علیحدہ علیحدہ ہونے کا خواب آج کی دنیا کی مہذب حکومتوں میں بھی پورا نہیں ہوا لیکن اس عہد میں یہ دونوں صیغے الگ الگ تھے جو کہ عدل و انصاف کے لیے نہایت ضروری ہے۔

آج کے نام نہاد ترقی یافتہ دور میں بھی ہمارے پاس کوئی ایسا شعبہ نہیں جو عوام کو قانونی مسائل اور قانون سے آگاہ کرے لیکن اس دور میں محکمہ افتاء کے نام سے ایک خاص محکمہ تھا جس میں نہایت اہم قانون دان یعنی فقہاء کا تقرر ہوتا تھا اور وہ عوام کو ان کی دریافت پر قانون سے آگاہ کرتے تھے اور جس دور میں قانون کی واقفیت کا یہ عالم ہو ظاہر ہے کہ وہاں عدل و انصاف میں اتنی ہی شدت سے کام لیا جاتا ہوگا۔ عدالت کے کٹہرے میں اگر قانون کے تقاضے پورے ہو جائیں تو دوسرے شعبے بھی درست چلا کرتے ہیں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ابی بن کعب میں کچھ جھگڑا تھا۔ ابی بن کعب نے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا خلیفہ وقت مدعا علیہ کی حیثیت سے حاضر ہوئے، زیدؓ نے تعظیماً آپ کو اپنا بستر پیش کیا، حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا۔ زیدؓ یہ تمہارا پہلا ظلم ہے یہ کہہ کر مدعی کے برابر بیٹھ گئے، حضرت ابی بن کعب کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا اور حضرت عمرؓ کو دعوے سے انکار تھا ابی بن کعبؓ نے قاعدے کے مطابق حضرت عمرؓ سے قسم لینا چاہی۔ لیکن زیدؓ نے ان کے رتبے کا پاس کر کے ابیؓ سے درخواست کی کہ امیر المومنین کو قسم سے معاف رکھو، حضرت عمرؓ اس طرف داری سے رنجیدہ ہوئے زید کو مخاطب کر کے کہا کہ جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمر دونوں برابر نہ ہوں تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھے جا سکتے۔ حضرت علیؓ جب ایک یہودی کے مقابلے میں زرہ پر اپنی ملکیت ثابت نہ کر سکے تو بوجہ عدم گواہی کے عدالت نے زرہ یہودی کی ملکیت قرار دے دی اور اس بات سے وہ یہودی اتنا متاثر ہوا کہ ایمان قبول کرتے ہوئے اس نے زرہ واپس کر دی۔

یہی وہ دور تھا کہ جب حضرت علیؓ سے جعدہ بن ہبیرہؓ نے پوچھا کہ اے امیر المومنین یہ تو بتائیے کہ اگر آپ کی عدالت میں ۲ آدمی آتے ہیں ایک آپ کو اس قدر چاہتا ہے کہ آپ پر ہر وقت جان قربان کرنے کو تیار ہے دوسرا آپ سے اس قدر نفرت کرتا ہے کہ ہر وقت آپ کو قتل کرنے کے درپے ہے تو کیا پھر بھی آپ اپنے مخالف کے حق میں فیصلہ دیں گے آپ نے جعدہ کے سینے پہ ہاتھ مار کر فرمایا اگر یہ فیصلہ میرے گھر کی باندی ہوتا تو میں تیری منشا کے مطابق کرتا لیکن یہ ایک ایسی شے ہے جو صرف اللہ کے لیے ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ قرآن حکیم کا واضح فرمان ان کے پیش نظر تھا۔

اے لوگو! جو ایمان لے آئے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اللہ سے ڈرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے،، (سورہ مائدہ آیت ۸)

معاشی عدل :- معاشی عدل کا بگاڑ ہی وہ بنیادی وجہ ہے، جس نے کمیونزم اور سوشلزم کو جنم دیا گو کہ بڑی شان و شوکت سے شروع ہونے والا یہ نظام ایک صدی

بھی پوری نہ کر سکا، کیونکہ ریت کی دیواروں کو بالآخر گرنا ہی ہوتا ہے۔

دورِ خلافت راشدہ اپنے دامن میں معاشی عدل کے وہ سورج سموئے ہوئے ہے کہ جس کی کرنیں آج بھی ماحول کو ماہتاب بنا سکتی ہیں اس کی وضاحت کے لیے حضرت عمرؓ کا ایک قول ہی تمام نظریات اور ازموں پر حاوی ہے۔

فرمایا کہ اگر میری سلطنت میں دجلہ کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا سویا تو عمر اس کا جواب دہ ہوگا۔ حضرت عمرؓ جب کسی کو دو دن متواتر گوشت کھاتے ہوئے دیکھتے تو اس کی درے سے خبر لیتے اور کہتے تو نے دوسرے دن اپنے پڑوسی اور اپنے چچا زاد کے لیے کیوں فاقہ نہ کیا۔ عوام کے خزانے یعنی بیت المال کی اس قدر حفاظت اور امانت تھی کہ جب بیمار پڑے تو علاج کے لیے شہد کی ضرورت پڑی تو مسجد نبوی میں جا کر لوگوں سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں۔ معاشی عدل میں غلام و آقا کی کوئی تمیز نہ تھی۔ بلکہ قابلیت و ہنر ہی معیار تھا۔ اور اسی معیار کی وجہ سے عمر فاروقؓ نے اسامہ بن زید کی تنخواہ اپنے بیٹے سے زیادہ مقرر کی تھی، گورنر کوفہ کے محل کی ڈیوڑھی کو اس لیے آگ لگوا دی گئی کہ اس سے اہل حاجت کو رکاوٹ پیش آتی تھی

خلیفہ دوم نے جب ایک ذمی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ واللہ ہمارے لیے ٹھیک نہیں کہ ہم جوانی میں ان سے فائدہ اٹھائیں تو بڑھاپے میں انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیں۔ چنانچہ اس کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا۔

یہی وہ حقائق تھے کہ غیر ملکی مورخ بھی کہہ اٹھتے ہیں کہ اگر مسلمانوں میں ایک اور عمر پیدا ہو جاتا تو ساری دنیا مسلمان ہو جاتی اور یہ مسلمان اسی عدل و انصاف سے ہوتے نہ کہ جبر سے جیسا کہ بعض جنبان کہتے ہیں جبر سے بھلا عقائد کہاں بدلتے ہیں۔ اگر جبر سے عقائد بدلے جاتے تو خلافت راشدہ میں پورا عالم اسلام سے منور ہو جاتا اور مغلیہ دور کے ہزار سال میں کوئی ہندو نہ رہتا

جب یرموک کے موقع پر مسلمان حمص کے عیسائیوں کو ان کا جزیہ واپس دے کر رخصت ہوئے کہ ہم اب تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے اس لیے ہم پر جزیہ لینے کا بھی کوئی حق نہیں تو وہ رو رو کر یہ دعائیں کر رہے تھے کہ خدا تم کو واپس لائے یہودیوں پر اس سے بھی زیادہ اثر تھا اور وہ کہتے تھے تورات کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں قیصر حمص پر قبضہ نہیں کر سکتا، اگر حکومت کے اہل ہو تو صرف تم اور تم ہو

اقلیتوں کے ساتھ عدل و انصاف

غیر اقوام اور اقلیتوں پر ظلم و ستم آج کے دور کا نامہ بن چکا ہے اور بہت سے ممالک میں اس کی خونی تصاویر دیکھی جا سکتی ہیں

لیکن ہم اگر اس دور بے نظیر میں اقلیتوں کے بارے میں عدل و انصاف دیکھنا چاہیں تو صرف بیت المقدس کا وہ معاہدہ ہی اس کے لیے کافی دستاویز ہوگا جس میں حضرت عمرؓ نے ایلیا کے عیسائیوں کی جان مال مذہب عبادت گاہوں اور صلیب کو تحفظ کی ضمانت دی تھی انہیں ہر قسم کی مذہبی آزادی تھی اور ان کا جان و مال مسلمانوں کی جان و مال کے برابر قرار دیا۔

جنگی عدل ۔ کہتے ہیں کہ جنگ میں ظلم و ستم سب کچھ جائز ہے چنگیز خان نے سروں کے مینار تعمیر کیے تو اسے عدل کا نام دیا سکندر نے شام کے شہر صور کو فتح کیا تو ایک ہزار شہریوں کے سر شہر پناہ پر چن دیے ۳۰ ہزار باشندوں کو لونڈی غلام بنا کر بیچ ڈالا اور اسے عدل و انصاف قرار دیا لیکن خلافت راشدہ کے تیس سالہ دور میں جنگ کے دوران بھی کسی ناانصافی کی مثال نہ مل سکے گی۔ اس سلسلہ میں اگر ہم ابوبکر صدیقؓ کی وہ دس نصیحتیں ہی نقل کر دیں جو انہوں نے اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کو روانگی کے وقت کی تھیں تو یہ کافی ہوں گی۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔ کسی کے اعضاء نہ کاٹنا، بچوں عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا کھجور اور پھل لانے والے درخت نہ کاٹنا۔ کھانے کے علاوہ کسی اور غرض سے جانوروں کو ذبح نہ کرنا۔ عابد و تارک الدنیا لوگوں کو کچھ نہ کہنا۔

یہ وہ مثال ہے کہ جسے آج بھی دنیا کا کوئی منشور اور چارٹر پیش نہ کر سکا بلکہ ترقی کے علمبردار سائنس و ٹیکنالوجی کی آڑ میں آدم خوری کر رہے ہیں۔ بین الاقوامی خفیہ ایجنسیاں اور نام نہاد سیکورٹی کے ادارے سائنسی آلات سے انسان کے بنیادی حقوق عزت و آزادی پر حملہ کر رہے ہیں امن و انصاف کا راگ الاپنے والے ممالک میں خود ان کے خلاف کوئی آواز بلند ہو تو اسے ختم کر دیا جاتا ہے جب کہ خلیفہ وقت امیر المومنین کو ایک عام بڑھیا بھی سر راہ روک کر سوال کر سکتی تھی اور عام شخص بھی مسجد میں اٹھ کر پوچھ سکتا تھا کہ فالتو چادر آپ کے پاس کہاں سے آئی۔ اور ساتھ ہی عوام یہ بھی کہتے تھے کہ اگر خلیفہ انصاف کی راہ سے ہٹا تو اس کی تلوار سے خبر لیں گے۔ جب کہ آج کے دور میں سربراہ مملکت قانون سے بالاتر سمجھا جاتا ہے اور اسے سربراہ تو پوچھنا کیا عدالت میں طلب کرنے کا بھی تصور نہیں ہے۔ آج بڑی طاقتیں انسانیت کو انصاف سے محروم کرنے کے لیے جو طریقے استعمال کر رہی ہیں وہ شاید چنگیز و ہلاکو نے بھی نہ کیے ہوں آزادی کے نام پر آزادی کو ہی ختم کیا جاتا ہے اور اپنے مفادات کے تحفظ کا نام عدل و انصاف رکھ دیا جاتا ہے، جبکہ اس دور میں یہ حال تھا کہ اہل روم کا جاسوس یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ "وہ لوگ رات کو فرشتے اور دن کو دیو ہیں ان کے انصاف کا یہ حال ہے کہ اگر ان کا شہزادہ بھی چوری کرے تو ہاتھ کاٹ دیتے ہیں اور زنا کرے تو سنگسار کر دیتے ہیں"

یہ مضمون ختم کرتے ہوئے مجھے ایک ماہر عمرانیات کا وہ قول یاد آ رہا ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ تہذیب و تمدن، استحصال اور انصاف ایسی اصطلاحیں ہیں جن کی تعریف کرنا بہت مشکل ہے اگر اس ماہر عمرانیات کی نظروں سے تاریخ اسلام کا صرف یہ تیس سالہ دور ہی گزرا ہوتا تو انصاف کے کسی پہلو کی تعریف کرنا اس کے لیے مشکل نہ رہتی کاش کہ آج کی اسلامی دنیا بھی کہیں عدل و انصاف کی ایسی نظیر قائم کر دے تا کہ پھر کوئی ماہر عمرانیات انصاف کی تعریف کرنے نکلے تو ہمارے گھر سے مایوس نہ لوٹے۔

از: محترم اشفاق انعام الٰہی

اسلامی تجارت اور پاکستانی تاجر

سچا اور امانت دار سوداگر انبیاء اور صدیقین و شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی، دار قطنی، دارمی)

آپ سب کے علم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل تجارت کا پیشہ اختیار فرما کر سچائی اور امانت کا معیار ایسا بلند کیا کہ نتیجتاً آپ کو امین کا لقب دیا گیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سچائی اور امانت داری کے اس نسخہ کیمیا کو نہ صرف اپنی امت کیلئے مخصوص فرما دیا۔ بلکہ پوری انسانیت کو عطا فرمایا کیونکہ آپ رحمت للعالمین بھی ہیں۔ لیکن یہ بات کھلی حقیقت ہے کہ نسخہ پڑھ لینے سے اور اس کے مبارک الفاظ کو زبان سے دہرا لینے سے درد کا مداوا نہیں ہو سکتا۔ اور وہ درجہ بلند ہم کو حاصل نہیں ہو سکتا جس کا وعدہ اس فرمان مبارک میں کیا گیا ہے تاوقتیکہ اس پر خلوص دل سے عمل پیرا نہ ہو جائے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

ترجمہ: اور نہ ملاؤ سچ کو ساتھ جھوٹ کے اور نہ چھپاؤ سچ کو حالانکہ تم جانتے ہو؟

اس آیت کا تعلق تاجروں اور کاروباری لوگوں سے بھی اتنا ہی ہے جیسا دوسروں سے کہ وہ اپنے کاروبار میں ہمیشہ سچائی اور حق کو سامنے رکھیں اور دروغ کی غلاظت نہ آنے دیں۔ کیونکہ باطل حق کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

"یعنی انسان کی عادت ہے کہ جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے۔ پھر جب اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ تو مجھ کو بس میری لیاقت سے ملی ہے۔"

انسان کا ایسا کہنا یا سوچنا غلط ہے۔ بلکہ یہ نعمت بھی آزمائش ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ (سورہ الزمر)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یعنی تجھ کو کوئی فائدہ پہنچے تو یوں سمجھنا چاہئے کہ اللہ کی طرف سے ہے اور نقصان پہنچے تو تیرے نفس کی طرف سے ہے۔ (سورہ النساء)

افسوس ہے کہ یہ بنیادی باتیں جو ہر مسلمان کے لیے اساس ایمان ہیں ہمہ وقت ذہن میں نہیں رہتیں۔ بلکہ مشاہدہ یہ ہے کہ عام طور سے لوگ اس کے خلاف کر رہے ہیں۔ یعنی دولت کمانے کے نت نئے طریقے اور ترکیبیں اختراع کر رہے ہیں۔ بلا امتیاز اس کے کہ وہ طریقے جائز اور درست ہیں یا نہیں۔ اور پھر ان پر فخر بھی کرتے ہیں۔

سورہ بنی اسرائیل میں ایک مقام پر ارشاد ہے۔

"(اے پیغمبر) تمہارا پروردگار جس کو چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور اپنے بندوں کے حال سے باخبر اور ضرورتوں کو دیکھنے والا ہے۔"

اسی طرح سورہ نساء میں ارشاد ہے۔

"یعنی اور خدا نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر جو برتری دے رکھی ہے اس کا ارمان نہ کرو۔"

اس ارشاد کا تعلق غلط قسم کی بے جا Competition سے بھی ہے۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے کی دولت و ثروت سے مقابلہ کرنا، حسد کرنا اور فکر مند ہونا۔ یہ سب غیر مناسب باتیں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس معاملے میں ہماری تسلی اور رہنمائی کیلئے یہ کلام نازل فرمایا۔

اس موقع پر سود کے متعلق بھی قرآنی احکامات سن لیجئے۔

"اور جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر اس طرح جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جس کو شیطان نے خبط الحواس کر دیا ہو۔ (سورہ بقرہ)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

"اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور جتنے ناشکرے ہیں اور کہنا نہیں مانتے خدا ان سے راضی نہیں (کوئی جزو)

عام کاروباری احکامات میں ایک اہم حکم یوں ہے۔

"یعنی انصاف کے ساتھ سیدھی تول تولو اور کم نہ تولو اور جب ناپ کر دو تو پیمانہ پورا کر دیا کرو اور تول کر دینا ہو تو ڈنڈی سیدھی رکھ کر تولا کرو معاملہ کا یہ بہتر طریقہ ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل)

اس حکم کے تحت Over invoicing اور Under invoicing اور Mis declaration سب آ جاتے ہیں فی زمانہ تجارت میں ایک عام عادت بھی آ جاتی ہے۔ جس کا ان دنوں زیادہ ہی استعمال ہے۔ یعنی اپنے مال کی جھوٹی تعریف اور دوسرے کے مال کی برائی۔

یہ ہیں وہ بنیادی اصول جن پر قرون اول کے مسلمان عمل کر کے کاروبار کرتے تھے۔ اور مراکش سے انڈونیشیا تک تقریباً آدھی دنیا کی بین الاقوامی تجارت پر ان کا تصرف تھا یہ بات اسلامی تاریخ کے اولین دور کی ہے۔ جب مندرجہ بالا اصول سب کو یاد تھے اور ان پر عمل صدق دل سے کیا جاتا تھا۔

تجارت میں ہر طرح کی بددیانتی مال کو حرام بنا دیتی ہے۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں بڑی واضح ہدایات ارشاد فرمائی ہیں مثلاً۔

جو شخص مال حرام کمائے اور صدقہ کرے وہ قبول نہ ہوگا۔ اور چھوڑ جائے تو توشہ دوزخ ہوگا۔

حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بدن نے حرام مال سے پرورش پائی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دس درہم کا کپڑا خریدے اور اس میں ایک درہم بھی حرام مال کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ کرے گا۔ جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر ہوگا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کے لئے دردناک عذاب ہوگا جو جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچتا ہے۔

آج کی دنیا میں اوپیک گروپ جو تقریباً تمام مسلم اور مشرق وسطیٰ کے ممالک ہیں انھوں نے تیل کی تجارت میں بے انتہا دولت حاصل کی۔ جس کا معمولی اندازہ یوں ہے کہ ۱۹۷۰ء میں مجموعی آمدنی ...۳ بلین ڈالر تھی جو قریبی سالوں میں بڑھ کر ...۳ بلین

ڈالرز ہوگیا۔

اس کے ساتھ ہی ترقی پذیر ممالک جو دنیا کی ۳/۲ بلحاظ آبادی ہیں وہ قرضوں کے بوجھ سے دبا ہوا ہے۔ اس قرض کی مجموعی رقم ۱۹۹۰ء میں محض ۲۵۰۰ بلین ڈالرز تھی۔ جواب کئی گناہ ہوگئی ہے۔ ان میں بھی مسلم ممالک شامل ہیں۔ اور موجودہ صورت حال کی ایک وجہ محض غیر اسلامی تجارت کے طریقے ہیں۔ جن میں سود کا عنصر شامل ہے اور کئی ممالک محض سود کی رقم تک ہر سال ادا نہیں کر سکتے۔

ایسی ہی صورت حال سے نمٹنے کے لئے غیر مسلم ممالک مختلف علاقائی اور دیگر بنیادی ناموں سے گروپ تشکیل دیتے رہتے ہیں اور فائدے اٹھاتے رہتے ہیں۔ جبکہ ہمارے مسائل جوں کے توں رہتے ہیں۔ اور ان تشکیل شدہ گروپ بندی سے ہماری مشکلات میں مزید اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

یورپین کامن مارکیٹ، برٹش کامن ویلتھ، مشرقی یورپ کا سوشلسٹ گروپ، اور اسی نوعیت کے دیگر ادارے جو اب بکثرت وجود میں آچکے ہیں۔ اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ ایک حد تک ایکسپورٹ کوٹہ سسٹم بھی اسی قبیل میں آتا ہے۔

سابق صدر پاکستان مرحوم فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے آر سی ڈی تشکیل دی۔ جس میں دولت مند ایران اور دولت سے مالا مال ترکی اور پاکستان دنیا کے ایک بڑے حصے میں معاشی انقلاب برپا کر سکتے تھے۔ مگر حاسدوں نے ایک نہ چلنے دی اور مختلف طریقے اختیار کئے جس سے یہ منصوبہ ناکام ہوگیا اور اب اسلامی چیمبر آف کامرس کے معاملہ میں مخالف قوتیں برسرِ کار ہیں۔ تاکہ عالم اسلام کو اغیار کی معاشی غلامی سے چھٹکارا حاصل نہ ہوسکے۔

اب سے ایک ہزار سال قبل کے رومن ایمپائر کی تاریخ گواہ ہے کہ رومن بادشاہ نے ایبیسینیا کے بادشاہ سے اصرار کیا تھا کہ ہندوستان اور سیلون کی تجارت براہ راست کی جائے اور عربوں کو بے دخل کرنے کی پوری کوشش کی جائے مگر وہ اس میں قطعی ناکام رہے۔ جس کا باعث مسلمانوں کا ایماندارانہ لین دین اور معاملہ داری کے اسلامی اصول تھے۔

جنگ بدر سے پہلے ۶۲۴ء میں خشکی کے راستے کاروان تجارت کا طریقہ رائج تھا اور اس کا اندازہ آپ یوں کر سکتے ہیں کہ ابوسفیان کا تاریخی کاروان ۲۵۰۰ اونٹوں پر مشتمل تھا اور بڑی تعداد میں اور اجناس اور دوسری اشیاء ان کے ہمراہ تھیں۔ جن میں پچاس ہزار دینار بھی شامل تھے۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے حجاز سے مصر تک تمام راستہ پر تجارتی قافلوں کے لئے سرائیں اور آرام خانے تعمیر کرائے۔ اس دور کی تجارت بنیادی طور پر بارٹر ٹریڈ تھی جس کو آج کموڈیٹی ایکسچینج بھی کہتے ہیں۔ یعنی مال کے بدلے مال۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تاریخ بتاتی ہے کہ تجارت خشکی کے راستے بارٹر سسٹم پر کی جاتی تھی۔ چنانچہ یہ حقیقت سب کے علم میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت ہی کو ذریعہ معاش بنایا اور آپ کے حسن معاملہ میں دیانت داری کو دیکھ کر ہر کاروباری شخص چاہنے لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملہ کرے۔

آپ کی اس دیانت داری حسن معاملہ اور اخلاق سے متاثر ہو کر پوری قوم نے متفقہ طور پر آپ کو امین کا لقب دیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ جو اپنی شرافت پاکیزگی اور اخلاق کی بناء پر ایام جاہلیت میں بھی طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں انھوں نے بھی آپ سے رابطہ قائم کیا اور بالآخر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام نکاح بھیجا۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شرافت و نجابت کے پیش نظر قبول کیا۔ ان تمام قابل احترام واقعات کا تعلق تجارت سے ہے۔ ایسی تجارت سے جو کہ آگے چل کر اسلامی کہلائی اور دنیا نے ہمیشہ اس سے فائدہ اٹھایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے طریقے اور معاشیات کے اصول اپنے ذاتی عمل سے بعثت سے پہلے بھی وضع فرمائے اور بعد میں تجارت و صنعت کے معاملات جن میں لین دین، مزدوری کے مسائل، شراکت کے قوانین پر عمل کے لئے مسلمانوں کو پابند کیا۔ خود قرآن پاک میں مختلف مقامات پر ان سب کو لازم قرار دیا کہ وہ تجارت میں معاہدے تحریر میں لایا کریں۔

اسی طرح غلہ جمع کرنا تاکہ منڈی میں مصنوعی قلت پیدا ہو اور قیمتیں بڑھ جائیں۔ اس فعل کو گناہوں میں شمار کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت عثمانؓ کا ایک واقعہ تجارت نقل کرتا ہوں۔ کہ جب مدینہ میں قحط کے آثار اور ان کا بڑا کاروان اناج لے کر آیا تو تاجروں نے آپس میں گٹھ جوڑ قائم کیا اور کوشش کی کہ تمام غلہ کئی گنا قیمت پر خرید کر اپنی تحویل میں لے لیں۔ مگر حضرت عثمانؓ نے یہ پیشکش یہ کہہ کر مسترد کر دی کہ مجھ کو اس سے زیادہ مل رہا ہے اور آخر کار حالات کی روشنی میں تمام غلہ حاجتمندوں میں مفت تقسیم کرا دیا اور حیران تاجروں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کئی گنا زیادہ دیتا ہے۔ تم لوگ محض تین چار گنا زیادہ دینے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ دس گنا دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔

اسی طرح سود کا معاملہ ہے۔ اسلام میں سود لینے اور دینے دونوں کو خدا اور اس کے رسول سے لڑائی قرار دیا گیا۔ دنیوی لحاظ سے قیمتوں کا اتار چڑھاؤ غیر معمولی اضافہ اور آخر کار بے روزگاری سب سود کی لعنتیں ہیں۔ جن کا تجربہ ان دنوں بہت سے ممالک میں ہو چکا ہے اور ہم سب کی اطلاع میں ہے اور کوئی چھپا ہوا راز نہیں رہا۔ خود پاکستان میں جیسے بنکوں میں "آر۔ ڈی" کا طریقہ عام ہوا ہے قیمتیں آسمان پر چڑھ گئی ہیں اور کسی طرح کم ہونے میں نہیں آئیں۔ سود کے علاوہ اس کا تعلق دراصل افراط زر اور حرص و ہوس زر سے ہے۔ ایک دوسرا معاملہ دولت جمع کرنے اور رکھنے کے سلسلے میں ہے۔ اس علت نے کیا کچھ خرابیاں پیدا کی ہیں۔

ان کا بڑا ثبوت کمیونزم اور سوشلزم ہے جن سے ہم بظاہر پریشان معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن جو یہ اعمال اور معاشی خرابیاں ہم نے اپنائی ہیں ان کا لازمی نتیجہ یہی ہو سکتا ہے لیکن محض کمیونزم اور سوشلزم کی برائی کرنے سے یہ معاملہ حل نہ ہو سکے گا جب تک اصل بنیادی خرابیاں دور نہ کی جائیں اور ان میں سرفہرست ہے سود کی لعنت جس سے نجات حاصل کرنا از بس ضروری ہے۔

تجارت کے اسلامی قوانین میں ایک اہم حکم یہ ہے کہ جس مال تجارت کی تفصیل خریدنے والے کو معلوم نہ ہو سکے یعنی مال ہی موجود نہ ہو اور خود فروخت کرنے والا بھی بے خبر ہو اس کی تجارت اور خرید و فروخت کے معاہدے کرنا منع ہے۔ اس طریق تجارت کو اسلام میں ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ خود حضرت عمرؓ نے ایسے مال کی تجارت کو منع فرمایا ہے جو تحویل میں نہ ہو۔ "فورورڈ ٹریڈنگ" اور سٹہ وغیرہ یہ سب غیر اسلامی تجارت کے طریقے ہیں۔

اسلام میں تجارت کے اندر دیانت داری کے ساتھ نفع لینے کی اجازت ہے اور اسلامی تجارت ان تمام طریقوں کی نفی کرتی ہے جو بددیانتی اور بناوٹ اور دھوکہ بازی کی بنیاد پر کی گئی ہوں۔

گذشتہ دنوں ایک تاجر صاحب نے واقعہ سنایا کہ لندن میں پاکستانی تاجر نے مشینری کا سودا کرنا چاہا اور انگریز تاجر نے پیشکش کی کہ نصف رقم لندن میں لوں گا باقی ایل سی آپ پاکستان میں کھولیں۔ اس پاکستانی تاجر نے اس پر انکار کیا کہ

یہ طریقہ ان کو ناپسند ہے اور وہ اپنے ملک کو دھوکہ نہیں دے سکتے جوابا انگریز تاجر نے کہا:

Young man: Tobe honest, in a dishonest society is criminal.

نوجوان! بددیانت معاشرے میں دیانت داری جرم ہے۔ آپ اس کو لطیفہ کہہ کر مسکرا دیں گے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ آج ہماری ان باتوں کو کتنی تاجر والے تجارت کا اصول بنا لیا ہے۔ جس کا چرچا عام خوب ہے ہماری تجارت کا یہ حصہ انتہائی غیر اسلامی ہے اور اس سے پرہیز ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے علم میں کئی ممالک ہیں جن میں سوشلسٹ اور غیر سوشلسٹ دونوں شامل ہیں۔ جہاں کسی فرد واحد کو یا ادارہ کو یہ غلط تجارتی طریقے استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے اور وہ اپنے متعلقہ حکام کی اطلاع اور اجازت سے صرف پاکستان کے لئے غیر صحیح کاغذات فراہم کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں تو ہمارے لئے لازم آتا ہے کہ تمام قیود اور پابندیوں کو خود پر عائد کریں جو اسلام نے لازم قرار دی ہیں۔ اور ان میں سب سے اہم دیانت داری اور سچائی اور ایمانداری ہے۔ یہ معاملہ نفاذ اسلام کا دراصل اس قدر نہیں ہے کیونکہ نفاذ اسلام تو ہر مسلمان پر چودہ سو سال قبل ہو چکا ہے۔ آج جو معاملہ ہے اس کا تعلق محض عمل سے ہے۔ پھر حکومت کی حد تک یہ بات شاید کچھ معنی رکھتی ہے کہ وہ قوانین اسلام کے مطابق بنائیں۔ مگر پرائیویٹ تاجر یا ادارے اس سلسلہ میں کسی نفاذ کی گفتگو کرنے کے حقدار نہیں ہیں اور ان کا کام محض اس قدر ہونا چاہئے کہ تجارت میں غلط طریقوں سے پرہیز کریں۔ البتہ جو قانون ان کو غلط کام کرنے پر مجبور کر رہا ہے تو اس کے لئے حکومت سے تبدیلی لانے کیلئے کہیں۔ ایسی بکثرت مثالیں موجود ہیں کہ قانون میں مناسب تبدیلیاں لاکر برائی بند کی جا سکتی ہیں۔ رشوت کا سد باب بھی کیا جا سکتا ہے۔ ایک اور مثال ان پاکستانیوں سے متعلق ہے جو دیگر ممالک ملازمت کے لئے گئے ہوئے ہیں اور زر مبادلہ کما کر پاکستان روانہ کرتے ہیں۔ ایک قانونی چھوٹ ان کے لئے رکھی گئی ہے کہ جو اشیاء وہ ملک میں درآمد کریں گے۔ یعنی لائیں گے ان پر نصف ڈیوٹی لگائی جائے گی۔ مجھ کو یہ علم نہیں کہ اس طریق کار سے کون سا مقصد حاصل ہوا ہے۔ یا ترسیل میں کمی آرہی ہے اور اس کمی کا باعث ایک یہ ڈیوٹی نصف والی رعایت بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ایک حصہ زر مبادلہ کا سامان تعیش یعنی کم ضروری اور غیر ضروری اشیاء پر باقاعدہ خرچ کیا جاتا ہے اور نصف ڈیوٹی والی چھوٹ سے پوری نہ ناجائز درآمد یعنی اسمگلنگ والے اٹھاتے ہیں کیونکہ ان کو ڈیوٹی والا آسانی سے مل جاتے ہیں اور اس طرح ان کا غیر قانونی کاروبار فروغ پا رہا ہے۔

اب سے بہت پہلے لنڈی کوتل میں صرف ایک بازار ہوا کرتا تھا۔ اب ملک میں بے شمار بازار ہو گئے ہیں اور قانون کے دائرے میں رہ کر کاروبار کرنے والے خسارے میں چلے گئے اور کساد بازاری کی شکایت کرتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کپڑے کے ایک تاجر تھے۔ لیکن آپ کا یہ مشہور واقعہ کئی لوگ یاد نہیں رکھتے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے وہ تمام رقم خیرات کر دی تھی جو ان کے کارندے نے کپڑے کے ایک تھان کا عیب بتائے بغیر فروخت سے حاصل کی تھی۔

اسی طرح ایک دیہاتی جو کھڈی پر کپڑا تیار کرتا تھا کپڑا فروخت کرنے لایا اور قیمت کپڑے کی بتائی تو امام صاحب نے فرمایا تم کم قیمت بتا رہے ہو۔ وہ حیران ہوا اور کچھ اضافہ قیمت کر دیا۔ آپ نے پھر آگاہ کیا کہ تمہارا مال دراصل پانچ گنا قیمتی ہے اور اس دیہاتی کو بازار کے صحیح نرخ دے کر وہ کپڑا خرید لیا۔ ظاہر ہے ایک دیہاتی چھوٹے صنعت کار کو شہری مارکیٹ کا نرخ معلوم نہ تھا۔ مگر امام صاحب اس بے خبری کے فائدہ اٹھانا ایمان کے منافی خیال کرتے تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

تباہی اور بربادی ہے تمام ڈنڈی مارنے والوں کے لئے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا تول لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک دن اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے لائے جانے والے ہیں۔ اس دن جب سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

آپ کا یہ ایوان تجارت و صنعت ہزاروں تاجروں پر مشتمل ہے اور یقینا ملک کے ایوان تجارت بھی آپ سے دور نہیں ہیں اور اس طرح آپ دراصل پوری تاجر برادری کی نمائندگی کرتے ہیں۔ لہٰذا محض حکومت سے نفاذ اسلام کی امید پر نہ بیٹھئے۔ کیونکہ وہ بغیر آپ کے عمل کئے کچھ نہ کر سکے گی۔ بلکہ آپ خود اپنے ہاں وہ ماحول پیدا کر لیں کہ غلط تجارت بند ہو جائے اور سود کا لین دین بند کر دیا جائے۔ آج بھی دنیا میں اس اصول پر کاربند ادارے موجود ہیں اگر آپ اس اصول پر متفق ہو جائیں تو حکومت سے تجارت و صنعت سے متعلقہ قوانین میں ایسی ترامیم بھی کرانا ممکن ہوگا جس سے کئی برائیاں از خود ختم ہو جائیں گی۔ مثلاً

MIS DECLARATION کا معاملہ ہے۔ ہر وہ شے جس کا نام غلط لکھ کر درآمد یا برآمد کیا جاتا ہے اس پر ٹیکس، ریبیٹ، ڈیوٹی یا دیگر تمام ٹیکسز ایک کر دیئے جائیں تاکہ کوئی دلچسپی اس معاملہ میں باقی نہ رہے۔

اس طرح ایک بڑا معاملہ ان اشیاء کا ہے جو BANNED کہلاتی ہیں۔ عام لغت میں BANNED کے معانی بند کرنے کے ہیں۔ لیکن پاکستان میں اس کے معنی خصوصی درآمد کے ہوتے ہیں۔ ضرورت ہے اسی الفاظ کو با معنی بنایا جائے اور جو اشیاء BANNED کی جائیں۔

وہ صحیح معنوں میں ملک میں آنا ممنوع ہوں اور کسی صورت میں درآمد نہ ہوں۔ اس سے نہ صرف ملکی صنعت ترقی کرے گی۔ بلکہ بہت سی دوسری برائیاں جو رواج پا گئی ہیں بند ہو جائیں گی۔ مثلاً ٹیکس میں چوری اور رشوت وغیرہ۔

برآمد کے معاملہ میں PRE INSPECTION ایوان تجارت کے سپرد ہونا چاہئے اور ملک و قوم کی خدمت کیلئے یہ ادارے پورا تعاون کریں۔ تاکہ دنیا میں پاکستانی تاجر کی ساکھ اونچی ہو جائے۔ جیسا کہ دیگر ممالک کے بارے میں ہم یہاں خیال کرتے ہیں۔

حکومت سے ڈیوٹی اور ایکسائز کا قانون از سر نو تشکیل دلوائیں اور وہ اس طور پر بنایا جائے کہ کسی کو چوری کرنے سے دلچسپی باقی نہ رہے اور نہ ایسا کرنا ممکن ہو۔ یہ ضرور ہے کہ لالچی آفیسر اور تاجر دونوں اس طریقہ کو پسند نہ کریں گے۔ لیکن ایک مرتبہ قانون میں گنجائش باقی نہ رہے گی۔ تو پھر یہ طبقہ انشاء اللہ درست کام میں مشغول ہو جائے گا اور حکومت بھی خوش ہوگی۔ کیونکہ ان کی آمدنی میں اضافہ ہوگا اور کسی طرح کمی نہ ہوگی۔ یہ بات ضروری ہے کہ تجویز قابل عمل یا قابل قبول اسی صورت میں ہوگی جب ٹیکس وغیرہ یعنی

باقی صفحہ 11 پر

تحریر: ارشاد احمد عارف

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ۔ مخالفت کی وجہ؟

حکومت نے حال ہی میں قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کا فیصلہ کیا ہے اور اس فیصلے کی وجہ بتلائی ہے کہ ملک میں جداگانہ انتخابی طریقہ کار اور انتخابات کے موقع پر ووٹروں کے لئے شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی کے بعد قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج ایک قانونی مجبوری ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ ملک کی مذہبی جماعتوں نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے البتہ پاکستان پیپلز پارٹی اور لیفٹ کی جماعتوں نے اس پر تنقید کی ہے۔ ایک مخصوص مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے دانشوروں اور صحافیوں نے بھی اس کی مخالفت کی ہے اور اسے ملائیت کی کامیابی سے تعبیر کیا ہے۔ ملک میں اس وقت بہت کم ایسے لوگ ہوں گے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے جو اپنے آپ کو لادین یا لامذہب کہلانا پسند کریں۔ جو معدودے چند سرپھرے ایسی جرأت کر بھی لیتے ہیں وہ شادی بیاہ اور دیگر قانونی و سماجی تقاضوں کی تکمیل کے وقت اپنے اس شوق سے باز آجاتے ہیں اور کسی نہ کسی مذہب یا مسلک سے وابستہ ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے میں کسی بھی معقول شخص کو اگر منافق یا مفاد پرست نہیں اپنا مذہب بتاتے ہوئے اور اپنے قومی شناختی کارڈ میں اس کا اندراج کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہونی چاہئے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ملک میں ملازمت کا حصول ہو یا تعلیمی اداروں میں داخلے کا مسئلہ۔ مذہب یا عقیدے کی بنا پر کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں برتا جاتا۔ ملک کے وزیر اعظم اور صدر کے علاوہ ہر عہدے اور منصب پر ہر شہری خواہ اسکا تعلق کسی بھی عقیدے اور مذہب سے ہو۔ فائز ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس عہدے کی شرائط از قسم تعلیم، تجربہ اور اہلیت پوری کرتا ہو۔ پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدے پر جناب اے آر کارنیلیس ایسے فاضل شخص فائز رہ چکے ہیں جو غیر مسلم تھے۔ ایک غیر مسلم فضائیہ کے سربراہ بھی رہے ہیں۔ وزارتوں، مشاورتوں اور انتظامی عہدوں پر فائز رہنے والے افراد کی تعداد تو اتنی زیادہ ہے کہ یہ مضمون اعداد و شمار کے اندراج کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

اس حقیقت سے بھی کوئی منصف مزاج شخص انکار نہیں کر سکتا کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ ”حسن سلوک“ کا وہ مظاہرہ نہیں ہوتا جو آئے روز سیکولر اور جمہوری بھارت میں ہوتا ہے یا جو ترقی پسند اور انسانیت کے علمبردار سوویت یونین نے ستر سال تک وسطی ایشیا کی مسلم اور مشرقی یورپ کی عیسائی آبادی کے ساتھ روا رکھا ہے۔ جمہوریت کے علمبردار دیگر کئی ممالک میں بھی مسلمانوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات منظر عام پر آتے رہتے ہیں جن کی روشنی میں اہل پاکستان فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں اور رب کعبہ کے حضور سجدۂ شکر ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے دین مبین کی تعلیمات اور بانیان پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ کی فکر اور حضرت قائداعظم کی یقین دہانیوں کے مطابق اقلیتوں کے ضمن میں کوئی کوتاہی نہیں برتی۔ ان سے اسلامی تعلیمات کے مطابق حسن سلوک کا مظاہرہ کیا ہے اور ان کے حق غصب کرنے، انہیں تکالیف پہنچانے کے بجائے ہمیشہ ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ حد سے زیادہ رواداری کی سزا مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی صورت میں بھی برداشت کی ہے اور اب بھی ہندو، یہودی لابی نے دنیا بھر میں پاکستان کا جو ناطقہ بند کر رکھا ہے اور اسے بدنام کرنے کے لئے ہر حربہ اختیار کیا جا رہا ہے اس میں اسے پاکستان کی ایک اقلیت کی عملی تائید و حمایت بھی حاصل ہے مگر اہل پاکستان نے اس اقلیت کو کبھی تنگ نہیں کیا۔ انہیں ملازمتوں سے نہیں نکالا۔ ان کے بچوں کو تعلیمی اداروں میں داخلے سے محروم نہیں رکھا اور ایسی کوئی حرکت نہیں کی جو قانون اور اخلاق کی روشنی میں قابل اعتراض ہو۔

دنیا کے ہر مہذب، معقول اور قاعدے قانون کے پابند معاشرے میں اقلیتوں کو اکثریت کے عقائد و افکار، رسوم و رواج اور جذبات و احساسات کا احترام کرنا پڑتا ہے اور اکثریت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اقلیت کے آئینی، قانونی اور انسانی حقوق کی حفاظت کا ذمہ لے۔ ہٹ دھرمی اور خلط بحث کی بات اور ہے ورنہ کوئی بھی ملک کسی بھی اقلیت کو یہ حق نہیں دے سکتا کہ وہ اکثریت کے جذبات و احساسات کو مجروح کرنے کی پالیسی پر مستقلاً اور اصرار کے ساتھ عمل پیرا رہے اور اس کا ہر قدم اکثریت کے عقائد و افکار کی تغلیط اور مذہبی شعائر کی توہین کا آئینہ دار ہو۔ ملک میں شناختی کارڈ کے اجراء کا فیصلہ سابق وزیر اعظم مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے کیا تھا اس وقت کے اخبارات کا مطالعہ کیا جائے تو موجودہ دور میں جو لوگ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کی مخالفت کر رہے ہیں وہ اس وقت سرے سے شناختی کارڈ کے اجراء کے مخالف تھے اور اسے بنیادی حقوق کے منافی قرار دیتے نہیں تھکتے تھے۔ جناب ولی خان اور اسوقت حزب مخالف کے دیگر سیاستدانوں کے بیانات اخبارات کی فائلوں میں محفوظ ہیں۔ ویسے بھی ملک میں ایسا قانون ابھی تک نہیں بنا جس کی سیاستدانوں، وکلاء، دانشوروں اور دیگر طبقات کی طرف سے مخالفت نہ کی گئی ہو۔ جن لوگوں کے پاس دو قومی نظریہ پاکستان اور قائداعظم کی مخالفت کا جواز موجود تھا ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کو خوش دلی سے برداشت کر لیں گے اور حکومت کے اقدام کی خواہ وہ کتنی بھی نیک نیتی سے نہ کیا گیا ہو مخالفت نہیں کریں گے۔ محض خام خیالی ہے۔

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ قومی اسمبلی کا فیصلہ ہے اور حکومت کی اس ضمن میں اپنی مصلحتیں

ہوں گی لیکن عامۃ المسلمین کی طرف سے اس کا مطالبہ ایک خاص پس منظر میں کیا جا رہا تھا۔ پاکستان میں قادیانی واحد اقلیت ہے جس نے آج تک اپنے آپ کو اقلیت تسلیم نہیں کیا اور وہ اسلام کے بنیادی عقیدۂ ختم نبوت سے صریح انحراف کے باوجود ان تمام حقوق و مراعات سے مستفید ہونا چاہتے ہیں جو ایک مسلمان کا حق ہیں۔ مسلمانوں کو قادیانیوں کے دوسری اقلیتوں کی طرح ملک میں رہنے، شہری حقوق سے مستفید ہونے اور اپنی صلاحیتوں کے مطابق ملک و قوم کی خدمت کرنے پر کوئی اعتراض نہیں انہیں اپنے حلقے میں اپنی رسومات ادا کرنے اور اپنے عقائد کا پرچار کرنے کی بھی آزادی ہے مگر کوئی بھی شخص یہ منطق تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ مسلم امہ کے اجتماعی اور قومی پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے کو رد کر کے اپنے آپ کو اقلیت ماننے سے انکار کر دیں۔ اسلام کے بنیادی عقیدۂ ختم نبوت سے انحراف کریں اور اقلیت ہونے کے باوجود اکثریت کی دل آزاری کا سبب بنیں۔ کیونکہ اگر اس امر کی اجازت دے دی جائے تو مسلمانوں کو سیاسی اور سماجی طور پر جو نقصانات برداشت کرنے ہوں گے اس سے بھی قطع نظر اصل مسئلہ بقول حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ یہ ہے کہ جب اسلام اکناف و اطراف میں پھیلے گا اور نئے غیر مسلم مسلمان ہوں گے تو یہ تمیز کرنا مشکل ہو جائیگا کہ اصل اسلام کیا ہے کیونکہ جو شخص کسی قادیانی کے ہاتھ پر "اسلام" قبول کرے گا وہ خود تو اپنے آپ کو "مسلمان" ہی کہے گا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی نبی یا مصلح مانے گا اس طرح عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے آہستہ آہستہ خارج ہو جائیگا اور اسلام کے ساتھ اس سے بڑی دشمنی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اسی بنا پر حضرت علامہ جواہر لال نہرو سے ساتھ اپنی مشہور زمانہ خط و کتابت میں قادیانیوں کے "گردن زدنی" غیر مسلم ہونے پر اصرار کیا تھا حالانکہ حضرت علامہ نہ تو کٹھ ملا تھے اور نہ تنگ نظر دقیانوسی مسلمان۔ ایک روشن خیال فلاسفر اور مسلمان تھے لیکن عشق رسولؐ کی دولت اور خداداد بصیرت کی وجہ سے ان تمام مضمرات کا ادراک رکھتے تھے جو عقیدۂ ختم نبوت کمزور ہونے کی صورت میں مسلمانوں اور اسلام کا گھیرا تنگ کر سکتے تھے۔

عام انتخابات میں شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی شناختی کارڈ بنوانے کے لئے مطلوبہ فارموں میں حلفی بیان اور پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات کی تیاری میں شناختی کارڈ کی ضرورت کے پیش نظر یہ ایک قانونی تقاضہ ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اندراج ہو تا کہ بعد میں کسی مرحلے پر بھی گڑبڑ کا امکان نہ رہے۔ جب پاکستان بنے سے اب تک پاسپورٹ میں مذہب کا اندراج ہو رہا ہے حالانکہ وہ بھی کسی شہری کی شناختی دستاویز ہے اور اس پر اب تک کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ اسی طرح آئین میں ۱۹۷۴ء میں کی جانے والی ترمیم کے تحت شناختی کارڈ بنوانے کے لئے مطلوبہ فارموں میں یہ بیان حلفی موجود ہے اور ہر شہری کو یہ بیان حلفی داخل کرنا پڑتا ہے کہ اگر وہ مسلمان ہے تو ختم نبوت کے عقیدے کا اقرار کرے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر اور کاذب سمجھتے ہوئے مصلح یا نبی کے طور پر نہ ماننے کا اعلان کرے تو اس بیان حلفی کی بنا پر تیار ہونے والے کارڈ میں میں اپنے مذہب کا اعلان کرنے میں کیا قباحت ہے۔ کسی مسیحی۔ پارسی یا زرتشتی کو اپنے مذہب کا اعلان کرنے میں کیا امر مانع ہے جبکہ بنیادی شہری حقوق کے ضمن میں اس کا مذہب کہیں بھی آڑے نہیں آتا۔ سیاست، قانون اور صحافت کے شعبے میں موجود قادیانی حضرات کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے ترقی پسند حضرات اور بعض اقلیتی رہنماؤں کو چکمہ دے کر شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کو ایک مسئلہ بنا دیا ہے حالانکہ سرے سے یہ کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں۔ اب تک کسی بھی حلقے کی طرف سے متعین انداز میں یہ نہیں بتایا گیا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج سے کسی شہری کے کونسے حقوق غصب ہوں گے یا کس اقلیت کو کیا نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔ ملک میں کوئی پارسی، ہندو، مسیحی یا زرتشتی اپنا مذہب چھپانا پسند نہیں کرتا۔ پاک بھارت تنازعات اور بھارت میں مسلمانوں کے خلاف نفرت آمیز اقدامات اور ظلم و تشدد کے باوجود سندھ کے طول و عرض میں بسنے والے ہندوؤں نے کبھی بھی اپنے لئے یا اپنے مذہبی مقامات کے لئے کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا پنجاب کے کئی اضلاع میں عیسائی مشنری ادارے آزادی سے کام کر رہے ہیں اور غریب مسلمانوں کو بسا اوقات عیسائیت کی طرف مائل کرنے میں بھی کامیاب رہتے ہیں مگر عیسائی مسلم تنازعہ کی نوبت نہیں آئی۔ کسی عیسائی مبلغ کو کبھی روکا نہیں گیا۔ کوئی مسلمان کسی دوسرے مذہب کے بانی کے خلاف گستاخی کا تصور بھی نہیں کر سکتا کیونکہ اسلام میں اس کی سختی کے ساتھ ممانعت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا احترام تو مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ ہم انہیں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ماننے کے مکلف ہیں ورنہ ہمارے ایمان میں خلل پڑ سکتا ہے۔

البتہ قادیانیوں کا معاملہ مختلف ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں نے چونکہ مسلمانوں سے الگ اپنا تشخص قائم کیا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت اور عقیدۂ جہاد پر کاری ضرب لگائی ہے۔ تقسیم برصغیر کے موقع پر اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ ایک کمیونٹی کے طور پر منوانے کی کوشش کر کے پنجاب کی تقسیم اور کشمیر پر ہندو قبضے کا موجب بنے ہیں اور حضرت قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کر کے سر ظفر اللہ خان نے خود ہی اپنے آپ کو اور اپنے ہم عقیدہ افراد کو اسلام اور مسلمانوں سے علیحدہ گروہ ظاہر کیا ہے۔

بلکہ ایک بار وضاحتاً انہوں نے کہا تھا کہ مجھے ایک غیر مسلم ریاست کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیں یا ایک مسلم ریاست کا غیر مسلم وزیر خارجہ۔ اس لئے مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے ملک میں کسی ایسے گروہ کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں جو مشکوک ماضی کا حامل ہے۔ جو سواد اعظم اور ملک کی پارلیمنٹ کے فیصلے کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں اور جس نے آج تک کسی عدالتی فیصلے کی بھی پروا نہیں کی۔ اگر قادیانی حضرات دائرۂ اسلام سے نکلنا نہیں چاہتے تو انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے مقابلے میں کسی شخص کو نہیں لانا چاہئے اور اس کی خاطر عقیدۂ ختم نبوت کی نفی نہیں کرنی چاہئے بصورت دیگر انہیں اقلیت کی حیثیت قبول کرنی چاہئے اور قادیانی کہلانے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ شناختی کارڈ میں اپنے مذہب

باقی صفحہ ۲۶ پر

عریانیت عروج پر

اسلام کے نام پر حاصل کی گئی مملکت خداداد پاکستان اس وقت یہودی اور مغربی سازشوں کی زد میں ہے۔ مسلمان کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنے مذہب پر پختہ ہوتا ہے۔ جب بھی اس کے مذہب یا ملک پر کسی قسم کی یلغار کفریہ طاقتوں کی جانب سے ہوتی ہے تو یہ جذبہ ایمانی و حب الوطنی کے تحت میدان میں کود پڑتا ہے، اور نتائج کی پروا کیے بغیر ملک و ملت کے لیے کٹ مرتا ہے اس عمل کو فریضہ جہاد کہا جاتا ہے۔ یہود و نصاریٰ پوری دنیا پر اپنی بالادستی کا خواب دیکھ رہے ہیں، جس کے لیے وہ ضروری سمجھتے ہیں کہ مسلم قوم کے دلوں سے ایمان اور غیرت قومی نکالی جائے۔ اس مقصد کے لیے فحاشی و عریانی کا سہارا حاصل کیا گیا ہے اس وقت پورا ملک صحیح معنوں میں فحاشی و عریانی کا اڈہ بنا ہوا ہے۔

پاکستان میں اس چیز کی ترویج کے لیے جن چیزوں کا سہارا لیا گیا ہے اس میں مغربی فیشن کے لباس، ویڈیو فلمیں اور غیر ملکی رسائل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ خود میرے شہر کراچی کی صورت حال یہ ہے کہ یہاں پر پانچ سینما ہال ایسے ہیں جو عریاں انگلش فلمیں دکھاتے ہیں ویسے تو فلمیں ہر قسم کی ہی فحاشی و عریانی کی علمبردار ہوتی ہیں کیونکہ ان میں مرد اور عورت کے آپس کے تعلقات کی جس انداز میں تشہیر کی جاتی ہے۔ اسلام میں اس کا کسی قسم کا کوئی تصور تک نہیں۔ اسلام نامحرم عورت کی آواز تک سننے کی اجازت نہیں دیتا جبکہ ان فلموں میں جنہیں نام نہاد دانشور بڑی بے شرمی سے تعمیری و اصلاحی قرار دیتے ہیں ناچ گانے کے سوا کچھ نہیں ہوتا

کراچی کے وسط یعنی صدر بازار میں "ریمبو سینٹر" کے نام سے کراچی بھر کو ویڈیو فلمیں سپلائی کرنے کا مرکز قائم ہے جس کا ان سطور کے لکھنے سے قبل جا کر میں نے جائزہ لیا۔ وہاں میں نے جو کچھ دیکھا وہ ایمانی غیرت رکھنے والے کسی بھی مسلمان کے ہوش اڑا دینے کے لیے کافی ہے

کالج کی نوجوان لڑکیوں کے گروپ آکر بڑی جرأت کے ساتھ "سپیشل فلم" مانگتے دیکھا تحقیق کرنے پر پتہ چلا کر "اسپیشل فلم" کی اصطلاح ان فلموں کے لیے استعمال ہوتی ہے جن میں مرد اور عورت کا لباس کی قید سے آزاد وہ سب کچھ ہوتا ہے، جو ایک مرد اور عورت کر سکتے ہیں میں یہ سن کر ایک دم دنگ رہ گیا کیونکہ میرا خیال تو یہ تھا کہ ہمارے نوجوان "لڑکے" ان چیزوں کا شکار ہیں یہ بات تو میرے وہم گمان میں بھی نہ تھی کہ نوجوان لڑکیاں جو

رعایت اللہ فاروقی

اپنے آپ کو عام حالات میں شریف زادیاں کہنے میں کسی قسم کی جھجک کا مظاہرہ نہیں کرتی ہوں گی وہ بھی اس طرح بازار میں بنفس نفیس آکر بزبان خود کہیں گی کہ "اسپیشل فلم" دیدیں۔

ایک دوکاندار سے اس موضوع پر تفصیلی گفتگو ہوئی جس نے اپنے پانچ سالہ تجربے کا نچوڑ ان الفاظ میں پیش کیا۔

"ہماری دکانوں پر آنے والے گاہکوں کی اکثریت کا تعلق بوڑھے مردوں اور نوجوان لڑکیوں سے ہے اور ان دونوں طبقوں کی ستر فیصد تعداد "سپیشل فلم" کی طلبگار رہتی ہے جبکہ تیس فیصد عام فلمیں مانگتے ہیں نوجوان لڑکے بھی اسپیشل فلم مانگتے ہیں مگر یہ اکثر گھبراہٹ کا شکار ہوتے ہیں اور ہم سے نگاہیں بھی نہیں ملا پاتے اور ہوتے بھی بڑی جلدی میں ہیں کہ جلد از جلد اپنی چیز وصول کر کے دکان سے رخصت ہو جائیں اس مارکیٹ کی اصل رونق جمعرات کے دن ہوتی ہے کیونکہ اگلے دن جمعہ چھٹی کا دن ہوتا ہے۔ چنانچہ رات بھر اور اگلے دن جمعہ کو بھی یہ شغل کیا جاتا ہے۔"

دکاندار کی اس گفتگو سے قارئین خود اندازہ لگالیں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں ہمارے کرتوت کیا ہیں میرا تو اپنا ذاتی یہ حال ہے کہ سوچتا ہوں کہ کاش میں وہاں گیا ہی نہ ہوتا۔

عین ممکن ہے کہ میرے بعض کرم فرما میرے اس اقدام کو پسند نہ کریں کیونکہ میرا جس شعبے سے تعلق ہے وہ اس بات کی بظاہر اجازت نہیں دیتا کہ ہم ایسے غلیظ مقامات پر جائیں۔

مگر میں کہتا ہوں کہ اگر ان مقامات پر جاکر یہاں کے حالات نہ دیکھے جائیں تو امت کے جسم سے اس کینسر کو ختم کرنے کی کسی قسم کی سعی کیونکر ممکن ہو سکے گی قانون کے محافظوں کا یہ حال ہے کہ اس بازار سے ماہانہ لاکھوں روپیہ کمیشن ان کی خدمت میں جاتا ہے۔ اور جب عوام کی طرف سے اس بے حیائی پر آواز اٹھتی ہے تو چھاپے کا ڈرامہ رچا کر ہزاروں فلمیں ضبط اور بہت سے دکاندار گرفتار ہو جاتے ہیں مگر انجام کار یہ انہیں چائے بسکٹ سے تواضع کے بعد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور یوں "ریمبو سینٹر" کا کاروبار بلا روک ٹوک کے جوں کا توں چلتا رہتا ہے۔

اسلامی نظام کی علمبردار حکومت سے یہ توقع تھی کہ یہ ان مسائل کا کوئی حل نکالے گی مگر اس نے تو اسلامیان پاکستان کو یہ تحفہ پیش کیا کہ بے حیائی کے منبع فلم سازی کو صنعت کا درجہ دے دیا یعنی ایک اسلامی حکومت کی معیشت اب فلموں کے ذریعے چلا کرے گی موجودہ حکومت نے اسلام کا وعدہ کیا تھا اب اگر یہ کی ہے تو اس کا

مطلب یہ ہوا کہ ان کے نزدیک یہ نعوذ باللہ اسلام کی کوئی خدمت ہوگی۔

علاوہ ازیں لاہور کا بازار حسن اور ہیرا منڈی اور کراچی کا نیپیر روڈ طوائفوں کے گڑھ اور مرکز ہیں انتہائی شرم کی بات ہے کہ ایک اسلامی ملک میں اس قسم کے بازار بھی موجود ہیں جہاں بڑے بڑے سرکاری افسران آکر داد عیش دیتے ہیں۔ اور گذشتہ دنوں لاہور ہی کے ایک ایم پی اے صاحب یہاں سے گرفتار بھی ہوئے اب عین ممکن ہے کہ موجودہ حکومت انہیں بھی صنعت کا درجہ دیدے کہ یہ بھی ملکی معیشت کا حصہ ہے۔

گذشتہ دنوں لاہور کے فیصل ٹاؤن میں بڑے بڑے سرکاری افسران نے جو کچھ کرتے سب اسے روزنامہ جسارت کراچی کے فرائیڈے اسپیشل کی رپورٹ کی اشاعت کے الفاظ میں پڑھئے۔

فیصل ٹاؤن لاہور کی ایک کوٹھی میں مختلف محکموں سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ افسران رنگ رلیاں منانے میں مصروف تھے۔ غیر ملکی شراب بازار حسن کی طوائفیں اور محفل رقص و سرود سمیت وہ سب کچھ تھا جو ایسے موقعوں پر ضروری ہوتا ہے۔

اور ذرا اس واردات کے محل وقوع کو بھی اخبار کی زبانی سنئے۔

”وہ فیصل ٹاؤن کی مین روڈ کے قریب ۔۔۔ ایک بستی گلی میں واقع ہے جہاں اعلیٰ تعلیم یافتہ بااثر لوگ رہائش پذیر ہیں پنجاب پولیس کا سربراہ بھی یہیں رہتا ہے۔“

اور اس واردات کے شرکا کے نام اور عہدے بھی ملاحظہ کریں۔

”میاں مختار ایس ایس پی سکھر، راجہ ظفر ڈی ایس پی چوکی، شیخ صدیق ڈی ایس پی نعیم اکرم علی اے ایس پی لاہور جہانزیب جو گیزئی اے ایس پی لاہور، اعجاز رسول انکم ٹیکس آفیسر، وقار علی انکم ٹیکس آفیسر منظور احمد انکم ٹیکس آفیسر طارق مقصود آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ آفیسر،“

(جسارت کراچی ۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

اب قارئین خود ہی اندازہ کریں جب قانون کے اتنے بڑے بڑے محافظ ہی یہ سب کچھ کر رہے ہیں اور جب اسلام کی علمبردار حکومت بھی ان کے خلاف کچھ نہیں کرتی بلکہ محض تبادلوں پر اکتفا کرتی ہے تو پھر اس کینسر کا علاج کون کرے۔

اس کا ایک ہی حل ہے۔ اسلامی انقلاب اور اسی سے ڈر کر بنیاد پرست کی اصطلاح گھڑ کر علماء امت پر لچر زبانوں سے غلیظ الفاظ کا بوچھاڑ کیا جا رہا ہے

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ
کس کا خانہ خراب کرے گا؟

تنویر شہزاد

لاہور بیورو کے تنویر شہزاد نے اس تحریر میں پاکستان کی دینی جماعتوں کی طرف سے شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج کی تحریک کا تفصیل سے جائزہ لیتے ہوئے حکومت کے طرز عمل کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔ اس کی دوسری قسط میں آپ ان صفحات میں ملک کے غیر مسلم اقلیتی لیڈروں کی آراء اس بارے میں مسلمان رہنماؤں کا موقف اور شناختی کارڈ کے مسئلے کے آئینی پہلوؤں کے بارے میں قانونی ماہرین کی آراء جان سکیں گے۔

ادارہ

شناختی کارڈ میں مذاہب کے اندراج کے حکومتی فیصلے کے بعد اب یہ مسئلہ پوری شدت کے ساتھ زیر بحث ہے۔ اخباری بیانات سے احتجاجی مظاہروں تک اور وفود کی ملاقاتوں سے بھوک ہڑتال تک مختلف فریق اپنی بات کہنے اور منوانے کیلئے ہر حربہ آزما رہے ہیں۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کا معاملہ کہاں سے شروع ہوا اور کہاں کہاں سے ہوتا ہوا موجودہ صورت کو پہنچا۔ بہت کم لوگ اس بارے میں درست معلومات رکھتے ہیں۔

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافے کا مطالبہ بڑا پرانا ہے۔ مگر اس میں شدت اس وقت آئی جب وفاقی وزارت داخلہ کی طرف سے کمپیوٹر سسٹم کے تحت نئے بننے والے شناختی کارڈوں کی تیاری کا اعلان کیا گیا۔ یہ کوئی نیا مطالبہ نہیں تھا بلکہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی آئینی ترامیم پارلیمنٹ سے منظور ہونے کے بعد اس کے قانونی و عملی تقاضوں کی تکمیل آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل ختم نبوت پاکستان نے اپنے مطالبات میں اسے شامل کیا تھا۔ یہ مطالبہ بطور خاص قادیانی اقلیت کی آئین پاکستان سے کھلی بغاوت اور قانونی سرکشی کے باعث ضروری سمجھا گیا تھا کیونکہ قادیانیوں نے خود کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے کو اس وقت سے آج تک تسلیم نہیں کیا ہے۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے کی روش پر بضد ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کیلئے شناختی کارڈ کے فارم میں مسلمانوں کیلئے حلف کی بنیاد پر عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھنے کی وضاحت کیلئے خانہ نمبر ۲ رکھا گیا تاکہ مسلم اور غیر مسلم کا فرق واضح ہو سکے۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عرصہ سے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کا مطالبہ کرتی چلی آ رہی ہے۔ اس پلیٹ فارم کی خاص بات یہ ہے کہ یہ تمام مکاتب فکر اور تمام دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔

ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں مولانا مفتی محمود اور شاہ احمد نورانی نے یہ مطالبہ حکومت کے سامنے رکھا تو بھٹو کا کہنا تھا کہ ملک میں شناختی کارڈ نئے سرے سے بنائے گئے تو قومی خزانے پر بارا بوجھ ہوگا۔ جنرل ضیاء الحق سے مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے بھی عذر کیا مگر انہوں نے پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کر دیا۔ پاسپورٹ شناختی کارڈ کی بنیاد پر بنتا ہے

جاپان، رومانیہ،
الجزائر اور ترکی میں
پاکستان کے سفیر
قادیانی ہیں۔

اس لئے قادیانی اور بعض دوسرے غیر مسلم حضرات اپنے شناختی کارڈوں میں مذہب کی صراحت کے نہ ہونے کا فائدہ اٹھا کر عرب ممالک میں جانے کیلئے خود کو مسلمان لکھوا لیتے ہیں اور بعض اوقات کئی مسلمان مغربی جرمنی اور دیگر ملکوں میں جانے میں آسانی پیدا کرنے کیلئے اپنے پاسپورٹ میں قادیانی لکھوا لیتے ہیں۔ اس سے ہزاروں افراد ارتداد کے مرتکب ہوئے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ ان کے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ موجود نہ تھا۔

محمد خان جونیجو اور بے نظیر بھٹو کے دور اقتدار میں نئے شناختی کارڈ کمپیوٹر سسٹم پر بنائے جانے کی تجویز آئی تو تمام مکاتب فکر نے اس مطالبہ کو دہرایا۔ اس وقت ڈائریکٹر جنرل رجسٹریشن اور وفاقی سیکرٹری داخلہ نے شناختی کارڈ کی مجوزہ ابتدائی پلاننگ میں مذہب کا خانہ رکھا مگر وہ وفاقی کابینہ میں نہ جا سکا اور ان کی حکومتیں اسمبلی ٹوٹنے کے باعث ختم ہو گئیں۔

اب نواز شریف کے عہد اقتدار میں شناختی کارڈ نئے سرے سے کمپیوٹر پر لانے کا مرحلہ آیا تو سب سے پہلے مولانا فضل الرحمان نے نواز شریف اور وزیر داخلہ سے بات کی پھر مولانا حافظ حسین احمد سینیٹر، راجہ ظفر الحق اور قومی اسمبلی کے چند دوسرے ممبران نے ۱۸ فروری کو صدر مملکت سے اس بارے میں ملاقات کی انہوں نے اصولی طور پر نہ صرف اس سے اتفاق کیا بلکہ اسے تسلیم کر کے ہدایات جاری کرنے کا اعلان بھی کیا۔ تمام مکاتب فکر نے ہزاروں تار اور خطوط کے ذریعے صدر مملکت، وزیر اعظم، وزیر داخلہ، سیکرٹری داخلہ، وفاقی وزیر مذہبی امور اور ڈائریکٹر جنرل رجسٹریشن سے اس سلسلہ میں گزارش کی ہزاروں کی تعداد میں اشتہار ملک میں تقسیم ہوئے۔

۱۸ مئی کو لیاقت بلوچ نے اور ۲۱ مئی کو قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی پاکستان نے صدر مملکت سے ملاقات میں اس مسئلہ کو ان کے سامنے رکھا انہوں نے حسب سابق پھر وعدہ کر لیا۔ ۱۸ مئی کو مولانا سمیع الحق نے وزیر اعظم سے ملاقات کر کے انہیں تحریری درخواست دی۔ وزیر اعظم نے وعدہ کر لیا۔ ۲۱ مئی کو ملک کی مقتدر شخصیات نے قومی کنونشن منعقدہ اسلام آباد میں اس مطالبہ کو دہرایا۔

۲۹ مئی کو ملک بھر میں یوم احتجاج منایا گیا۔ تو وزیر اعظم نے نئے شناختی کارڈوں کا اجراء روک دیا۔ اور مذہب کے خانہ کا اضافہ کا حکم دیا۔ مگر پھر نامعلوم وجوہات کی بنیاد پر بغیر مذہب کے خانہ کے نئے شناختی کارڈز کا اجراء شروع ہو گیا۔ اقبال احمد چیمہ نے قومی اسمبلی میں اس بارے میں سوال اٹھایا تو بتایا گیا کہ صوبائی حکومتوں کی رپورٹ کا انتظار ہے۔

پھر چاروں صوبائی حکومتوں نے اس مطالبہ کو تسلیم کرنے کے حق میں رپورٹیں بھی دیں۔ وفاقی وزارت مذہبی امور نے اپنے پیغام تحریری A.D.J.92 مورخہ ۶ مئی ۱۹۹۲ء کو اس کے حق میں زوردار رپورٹ بھی کر دی۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی رکن جماعتوں جماعت اسلامی، جمعیت العلمائے پاکستان، جمعیت اہل حدیث، اتحاد العلماء، متحدہ علماء کونسل، حزب الجہاد، تنظیم اہل سنت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ادارہ منہاج القرآن، تنظیم المشائخ، سپاہ صحابہ، مجلس احرار اسلام، اشاعت التوحید والسنۃ، تنظیم اسلامی، مجلس حقوق اہلسنت پاکستان، انجمن خدام دین اور دیگر دینی جماعتوں نے بار بار وزیر اعظم سے اس بارے میں مطالبہ کیا۔

قاضی حسین احمد، لیاقت بلوچ، حافظ حسین احمد، مولانا فضل الرحمان، مولانا سمیع الحق، پروفیسر ساجد میر اور عبدالستار خان نیازی سمیت متعدد رہنماؤں نے ایک مرتبہ پھر صدر مملکت اور دیگر ذمہ داران سے ملاقات کر کے بالمشافہ یہ

مطالبہ ان کے سامنے رکھا۔

مولانا محمد خان شیرانی نے قومی اسمبلی کو اس بارے میں تحریک التواء بھی بھجوائی۔ متعدد دینی جرائد نے اس بارے میں مضامین اور اداریے تحریر کئے۔ مگر حکومت پر ان تمام کاوشوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔

اسی دوران وزارت داخلہ و وزارت قانون نے نوٹیفکیشن کی سمری نواز شریف کو بھجوائی مگر اس پر بھی غور نہ کیا گیا۔

ایک طرف تو عقیدہ ختم نبوت کیلئے مذکورہ بالا کاوشیں تھیں تو دوسری طرف آئے دن قادیانی آئین و قانون سے یکسر بغاوت کرکے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہیں۔ ۳۲۸ قادیانی اعلیٰ عہدوں پر فوج میں براجمان ہیں اور ایک قادیانی کو وزیر اعظم نے فوج میں ترقی دیکر فوج میں اعلیٰ عہدے نواز کر اسلحہ کور کا سربراہ بنادیا۔

وزیر اعظم نے حالیہ غیر ملکی دورے میں ڈاکٹر عبدالسلام جیسے متعصب قادیانی کی مزاج پرسی کرکے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا جس نے پاکستان کے قانون میں قادیانیوں کے متعلق ترمیم پر پاکستان کی مقدس سرزمین کو لعنتی کہہ کر یہاں سے خود ساختہ جلاوطنی اختیار کرلی تھی۔

وزیر اعظم نواز شریف کے دور اقتدار میں ہی جینیٹ طور پر جاپان، رومانیہ الجزائر اور ترکی میں پاکستان کے سفیر قادیانی براجمان ہیں۔ یونیسکو میں پاکستان کا نمائندہ قادیانی مقرر کیا گیا ہے۔ سندھ کے چیف سیکرٹری کنور ادریس باجوہ کو ترقی دے کر وزارت پٹرولیم کا وفاقی سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ اس طرح کے اور بھی واقعات سننے میں آرہے ہیں۔ شناختی کارڈ کی مہم لے کر چلنے والی دینی قیادت حکومت کے اس طرز عمل اور سردمہری کے باعث اس وقت تقریباً مایوس ہوگئی۔ جب وزیر اعظم رابطہ سے بھی کترانے لگے۔ مولانا فضل الرحمان سارا سارا دن فون پر رابطے کی کوشش کرتے رہے مگر وزیر اعظم سے بات نہ ہو سکی۔

اس صورت حال میں یہ بات ضروری سمجھی گئی کہ آخرکار وزیر اعظم سے ملاقات کرکے انہیں اپنے شدید جذبات سے آگاہ کیا جائے۔ متعدد ارکان اسمبلی کے ذریعہ یہ کام بھی ہو گیا مگر یہ کوشش بھی رائیگاں گئی تو آخر میں مجلس ختم نبوت کے چند نوجوانوں نے وزیر اعظم نواز شریف اور ان کے وزراء کے سیاہ کارناموں اور عیاشیوں کے حوالے سے مرتب کردہ "بلیک بک" کی اشاعت کا فیصلہ کیا۔ اس کتاب میں حیران کن طور پر بڑے بڑے انکشاف ثبوت کے ہمراہ بیان کئے گئے ہیں اس کی اطلاع باضابطہ طور پر سرکار تک بھی پہنچ گئی۔ یہ حربہ کارگر رہا اور وزیر اعظم کے طرز عمل میں کچھ تبدیلی کے آثار پیدا ہوئے۔ اسی دوران اسلام آباد میں تمام دینی جماعتوں کی طرف سے پارلیمنٹ کے سامنے مظاہرے کا اعلان بھی ہو چکا تھا۔ قاضی حسین احمد، حافظ حسین احمد، ساجد میر، سمیع الحق سمیت تمام دیگر بڑے رہنماؤں کی طرف سے کارکنان کو اس میں بھرپور شرکت کی کال دے دی گئی۔ اس سے چند روز قبل ختم نبوت کے رہنما ربوہ میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس میں حکومت کے خلاف راست اقدام کرنے کے بارے میں اپنا لائحہ عمل دے چکے تھے۔ رائے عامہ کو حکومت کے خلاف منظم کرنے کے اس منصوبے کی اطلاع سے حکومت خاصی پریشانی ہوئی اور پارلیمنٹ کے سامنے مظاہرے سے

آئے دن قادیانی

آئین و قانون سے یکسر بغاوت کرکے

اپنے آپ کو مسلمان

ظاہر کر رہے ہیں۔

ایک روز قبل ہی ایس نے دینی جماعتوں کے سربراہوں سے رابطے کی شدید کوشش کی جس پر انہوں نے رابطے سے انکار کردیا۔

وزیر اعظم نواز شریف نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اجراء کا فیصلہ تو کرلیا مگر حکومت کی اس معاملے میں روڑے اٹکانے کی پالیسی ہنوز برقرار ہے۔ وزیر اعظم کے اس اعلان کے باوجود اب بھی بغیر مذہب کے خانے کے دھڑا دھڑ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ بنا رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے جائز آئینی و دینی مطالبے کا قتل عام کیا جارہا ہے۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے رابطہ سیکرٹری مولانا اللہ وسایا اپنی تمام مصروفیات مؤخر کرکے اپنے ساتھیوں سمیت اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ وہ ہر روز دو دو ارکان اسمبلی کے ذریعے حکومت سے رابطہ کر رہے ہیں۔ مگر تاحال حکومت اس پر عملدرآمد کرتی نظر نہیں آرہی۔ ایک طرف حکومت کی یہ سردمہری ہے دوسری طرف غیر مسلم اور لادینی قوتوں نے بلاجواز غیر ضروری احتجاجی مہم شروع کر رکھی ہے۔ لاہور کے بشپ جان الیگزینڈر نے تو حکومت پاکستان پر امریکہ سے دباؤ ڈلوانے اور انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں کی طرف سے پابندیاں لگوانے کی دھمکی بھی دے دی ہے۔ اب فیصلہ اس حکومت کے ہاتھ میں ہے جس کا وزیر اعظم بنیاد پرست نہیں کہلوانا چاہتا۔ جس کی پنجاب اسمبلی سود کے خلاف قرارداد مسترد کرچکی ہے اور جس کے وزراء اسلامی شعائر کے خلاف وقتاً فوقتاً زبان درازی کرتے رہتے ہیں۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے تمام دینی جماعتوں نے سخت اقدام کا فیصلہ کرتے ہوئے آخری اور فیصلہ کن راؤنڈ کھیلنے کا اعلان کیا ہے۔ تمام دینی سیاسی جماعتوں کا ایک ہنگامی اجلاس دو روز قبل مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں ہوا جس میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی ممبر تمام جماعتوں کے رہنما شریک ہوئے۔ انہوں نے شناختی کارڈ کے مسئلے پر حکومتی بے حسی کی شدید مذمت کرتے ہوئے سخت احتجاجی مہم چلانے کا اعلان کیا اور کہا کہ اس مہم کیلئے اسٹریٹ پاور استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔ اس احتجاجی مہم کی تفصیلی پلاننگ جاری ہے۔ تمام کارکنان کو عمومی ہدایات جاری کردی گئی ہیں۔ دوسری طرف حکومت کا یہ حال ہے کہ پنجاب اسمبلی میں طلبہ تنظیموں پر پابندی لگانے کے بارے میں ایک مسلم لیگی رکن اسمبلی نے قرارداد پیش کرنا تھی۔ مگر طلبہ کے احتجاج کے خوف سے حکومت نے اسمبلی بلڈنگ میں موجود ہونے کے باوجود اس رکن کو ایوان سے غیر حاضر کروادیا تاکہ قرارداد پیش ہو کر کہیں مسئلہ کھڑا نہ کردے۔

وہ لوگ جنہوں نے تاریخ کے نشیب و فراز کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان کا کہنا ہے کہ ۱۹۵۳ء کی مقدس تحریک ختم نبوت ایک قادیانی وزیر خارجہ آنجہانی ظفر اللہ خان قادیانی مرتد کی اشتعال انگیزیوں کے باعث چلی۔ نظر یہ آرہا ہے کہ تاریخ پھر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ اس وقت بھی مسلم لیگ کی حکومت تھی اس وقت بھی مسلم لیگ کی حکومت ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ حکومت کو نہایت پریشان کن ملکی حالات کا سامنا ہے۔ پی ڈی اے کی احتجاجی تحریک دن بدن زور پکڑتی جارہی ہے۔ وزیر اعظم کے اپنے ساتھیوں کے اپوزیشن کے ساتھ رابطوں کی خبریں آرہی ہیں۔ ایسے میں ملک کی تمام دینی جماعتوں کی طرف سے حکومت کے خلاف چلائی جانے والی احتجاجی مہم کو فیصلہ کن ہونے سے کون روک سکے گا۔ ۱۹۹۲ء میں حکومت کرنے والوں کو ۱۹۷۷ء نہیں بھولنا چاہئے۔

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں۔ (بشکریہ تجارت)

پاکستان کی بقاء و سلامتی کا انحصار نظریاتی استحکام پر ہے۔ محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی

حکمرانوں کے قول و فعل میں تضاد نے بداعتمادی اور انارکی کو جنم دیا ہے

قادیانی لابی دنیا کو یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہی ہے کہ پاکستان چند دن کا مہمان ہے۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

(جلالپور پیروالا) جلالپور پیروالا میں تحریک ختم نبوت کے رہنما محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی نے کہا ہے کہ پاکستان کی بقاء و سلامتی

سکا فیصلہ اس کے نظریاتی استحکام میں مضمر ہے اسلام کو ایک ضابطہ حیات کے طور پر اپنا کر اور اسے قانونی بالادستی دے کر ہی دراصل پوری قوم کو متوقع خطرات سے بچانے کے مترادف ہے انہوں نے کہا کہ ماضی میں اسلام کو محض سیاسی اغراض کی تکمیل کے لئے استعمال کیا گیا اور گذشتہ چودہ سالہ تجربات کی روشنی میں اب ایسے کسی وعدے پر یقین کرنا مشکل ہے تاوقتیکہ اسے عملی شکل دی جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور ڈویژن کے رہنما مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا کہ حکمرانوں کے قول و عمل میں تضاد نے بے اعتمادی اور انارکی کو فروغ دیا ہے جس کے نتیجے میں ملک قومی وجود شدید خطرات میں گھر چکا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک و ملت کی بقاء و سلامتی کے لئے تمام محب وطن متحد ہو کر منافقت و لادینیت کے سیلاب کا راستہ روکیں انہوں نے کہا کہ جو علماء موجودہ ٹیم میں نظر آتے ہیں وہ ہر لمحہ اس بات کے لئے تیار رہتے ہیں کہ جب بھی برسراقتدار طبقہ اسلام کے نام پر کوئی کھیل کھیلتا ہے اس کے کام آسکیں۔ ان میں زیادہ تر سرکاری مراعات یافتہ یا ملازم ہیں۔ جنہیں سرکاری ابلاغ میں تو اہمیت حاصل ہے لیکن قومی حلقوں میں نہیں انہوں نے واضح کہا کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ مزید وعدہ خلافی سے گریز کرتے ہوئے صحیح اور مؤثر اقدامات کرے جس سے قوم کا اعتماد بحال ہو انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ قادیانی لابی دنیا کو کراچی سندھ کے فسادات کے حوالے سے یہ تأثر دے رہی ہے کہ پاکستان کی موجودہ کابینہ چند دنوں کی مہمان ہے ان رہنماؤں نے حکام بالا سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے اور ربوہ کا نام صدیق آباد رکھا جائے اصحاب رسولؐ و اہل بیت کی عزت و ناموس کو قانونی تحفظ دیا جائے اور ان محسنین اسلام کے خلاف تحریر و تقریر میں بد زبانی کا سدباب کیا جائے ایسی تمام کتابیں ضبط کی جائیں جن میں ان ذوات قدسیہ کے خلاف مواد موجود ہے اور ان کے مصنفین کو ملک و ملت سے غداری کا مجرم قرار دے کر سزا دی جائے۔

ختم نبوۃ یوتھ فورس کے ہاتھ مضبوط کیجئے

باہو گھوسہ (پ ر) ختم نبوت یوتھ فورس لاڑکانہ ڈویژن کے نگران اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت باہو گھوسہ کے امیر عبدالرحیم بروہی۔ نائب امیر حاجی ثناء اللہ جنید نے سندھ کے تمام باشعور نوجوانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ قادیانیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ختم نبوت یوتھ فورس میں شامل ہو کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کریں کیونکہ آج کل اسلام دشمن عناصر ملک کے غدار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے غدار قادیانی جماعت پوری دنیا میں سرگرم ہو چکے ہیں۔ اور سندھ میں لسانی فسادات کرانے پر بھی قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ قادیانیوں کا اصل مقصد مسلمانوں کو گمراہ کرنا آپس میں مسلمانوں کو لڑانا ہے۔ قادیانیوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے ختم نبوت یوتھ فورس میں شامل ہو کر قادیانیوں کا قلع قمع کریں۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ سندھ میں الحمد للہ کے فضل و کرم سے ختم نبوت یوتھ فورس منظم ہوتی نظر آرہی ہے وہ دن دور نہیں ہیں کہ سندھ میں یوتھ فورس کے کارکن قادیانیوں کو ختم کریں گے اور ہر جگہ ختم نبوت زندہ باد کے نعروں کی گونج ہوگی۔

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ پر مبارکباد

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے الگ الگ ٹیلی گرام کے ذریعہ صدر پاکستان غلام اسحاق خاں، وزیر اعظم میاں نواز شریف، وفاقی وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین، وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا عبدالستار خاں نیازی، وفاقی سیکرٹری داخلہ جمشید برکی اور وفاقی سیکرٹری مذہبی امور کو دو قومی نظریہ اور جداگانہ انتخابات کی بنیاد پر حاصل کردہ مملکت خداداد پاکستان کے بارہ کروڑ مسلمانوں کی طرف سے نئے کمپیوٹر سسٹم کے تحت بننے والے نئے قومی شناختی کارڈوں میں مذہب کا خانہ بنانے کا پیش نظر مطالبہ ۱۳ اکتوبر ۹۲ء کو منظور کرنے پر دانشمندانہ اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے دلی مبارکباد پیش کی ہے اس فیصلہ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سیکولرازم اور مخلوط انتخابات کی راہ بند ہوگئی ہے اور اسلام اور مسلم تشخص کا تحفظ ہوگا اس سے علاوہ مسلمانوں کو مرتد کرکے قادیانی یا عیسائی بنانے کا سلسلہ بھی بند ہو جائے گا تار میں اپیل کی گئی ہے کہ شناختی کارڈ کا رنگ مسلمانوں کے لئے سبز اور غیر مسلم اقلیتوں کے لئے سفید مقرر کیا جائے اور اس نیک فیصلہ پر جلد عمل درآمد شروع کیا جائے۔

یاد رہے کہ پاکستان میں ۱۹۸۱ کی مردم شماری کے مطابق عیسائیوں کی آبادی ۱۷ لاکھ اور ہندو، سکھ، پارسی، بدھ وغیرہ کی آبادی ۱۲ لاکھ اور قادیانی غیر مسلموں کی تعداد ایک لاکھ ۴ ہزار دو سو ہے جبکہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔

بقیہ: مخالفت کی وجہ

کے اندراج سے بھی گریز نہیں کرنا چاہئے اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو مجروح کرنے کی روش ترک کر دینی چاہئے۔ شناختی کارڈ کے خانے میں مذہب کا اندراج دو قومی نظریہ کی روح کے عین مطابق ہے۔ برصغیر میں حضرت علامہ اقبالؒ اور قائداعظم نے گاندھی کی منافقت کی سیاست کے مقابلے میں اپنے مسلمان ہونے اور مسلمانوں کے الگ تشخص کا اعلان کرنے میں کبھی جھجک محسوس نہیں کی اور اس حوالے سے کبھی معذرت خواہی کا شکار نہیں ہوئے۔ جداگانہ انتخابات بھی اس سلسلے کی کڑی ہیں اور کوئی پاکستانی مسلمان کبھی اپنی شناخت بطور مسلمان کرانے میں شرم محسوس نہیں کرتا۔ اسی طرح کسی دوسری اقلیت کو بھی اس سلسلے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔

اگر کسی اقلیت کی طرف سے شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج پر کوئی حقیقی اور منطقی اعتراض سامنے آئے تو علماء کرام اور حکومت کو خوش دلی کے ساتھ اس کا جائزہ لینا چاہئے تاہم جو قادیانی خواتین و حضرات اخبارات و جرائد میں یا سڑکوں پر آکر واویلا کر رہے ہیں اور اقلیتوں بالخصوص مسیحی حضرات کو میدان عمل میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ چور کی داڑھی میں تنکا کے مصداق خود ہی مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر رہے ہیں کہ ہر معاملے میں یہ لوگ ہی کیوں انتشار و افتراق کی فضا پیدا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اپنے نام، والد کے نام، مکان نمبر، گلی محلے کی نشاندہی سے اگر ہماری پاکستانیت مجروح نہیں ہوتی اور پاسپورٹ میں اپنے مذہب کے اندراج سے ہمیں بین الاقوامی سطح پر کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہیں پڑتا تو شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج بھی کوئی قیامت نہیں ڈھائے گا۔ البتہ جو لوگ اپنا مذہب چھپانا ضروری خیال کرتے ہیں ان کی بات اور ہے اور یہی لوگ تقریروں، تحریروں، بیانات، اعلانات اور دھمکیوں کے ذریعے گمراہ کن تاثر دے رہے ہیں کہ قائداعظم کے پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ سخت زیادتی ہو رہی ہے۔ انہیں اکثریت کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا احساس نہیں یا ممکن ہے کہ وہ اسے اپنا حق سمجھتے ہوں۔

(نوائے وقت کراچی مؤرخہ ۲۸ اکتوبر ۹۲ء)

بقیہ: مولانا محمد علی جوہرؒ

کا درخشاں اور تابناک پہلو ہے۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم سے قبل جب وہ ترک بھائیوں کی عملی امداد کر چکے تھے۔ اسی دوران لندن ٹائمز نے ترکوں کے خلاف ایک شرانگیز مضمون لکھا جس کا دندان شکن اور مدلل جواب مولانا نے اخبار کامریڈ میں دیا جس کے عتاب میں مولانا کے اخبار کامریڈ کی ضمانت ضبط ہوئی اور خود مولانا کو قید و بند کی سزا ملی۔ اسی زمانہ میں مولانا کو ذیابطیس کی شکایت کا دورہ پڑا۔ مولانا کو پانچ سال کے بعد رہائی نصیب ہوئی تو آپ سیدھے امرتسر پہنچے جہاں مسلم لیگ اور کانگریس کے سالانہ اجلاس ہو رہے تھے۔ اور جب آپ جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو گاندھی جی، مدن موہن مالویہ اور دیگر کانگریسی رہنماؤں نے آپ کا پرجوش خیر مقدم کیا تمام حاضرین نے سروقد کھڑے ہو کر کافی دیر تک تالیاں بجائیں جس سے جلسہ کی کارروائی رک گئی۔ اس جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مولانا محمد علی جوہر نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ ہندوستان کی آزادی کے لیے مسٹر تلک کو پھر جیل جانا چاہیے مجھے دوبارہ نظر بند کے لیے نظر بند اور مسز بیسنٹ کو پھانسی پر چڑھ جانا چاہیے مگر اس قسم کے مظالم کا جیسا کہ جلیانوالہ باغ میں ہوا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جانا چاہیے۔

ہندوستان میں ترک تعاون اور ترک موالات کی تحریک پوری شد و مد کے ساتھ جاری تھی۔ حکومت ہند سے بطور اظہار نفرت ایسے تمام تعلیمی اداروں کے بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جن کو حکومت سے امداد ملتی تھی۔ مولانا نے ترک موالات کا آغاز علی گڑھ سے کیا انہوں نے علی گڑھ کے ارباب حل و عقد کو مشورہ دیا کہ وہ سرکاری گرانٹ کے بائیکاٹ کا اعلان کریں۔ اور حکومت سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کرلیں لیکن ان کی اس تجویز کو مسترد کر دیا گیا۔

چنانچہ انہوں نے طلباء علی گڑھ کو براہ راست مخاطب کرنا شروع کیا اور کالج کے سامنے خیمے نصب کرکے جامعہ ملیہ کے قیام کا اعلان اور آغاز کیا یہ درس گاہ کلاس روم اور ہال سے بے نیاز تھی کچھ عرصہ بعد جب طلباء کی تعداد بڑھی اور خیمے ناکافی ہو گئے تو ایک کوٹھی کرایہ پر لی گئی مولانا محمد علی جوہر اس نئے کالج کے پرنسپل مقرر کئے گئے لیکن بعد میں جب آپ پوری طرح سیاست میں چلے گئے تو جامعہ ملیہ پر آپ کی توجہ کم ہو گئی اور وہ علی گڑھ سے منتقل ہو کر دہلی چلی گئی جہاں تا ایندم وہ اپنی پوری آن بان اور شان سے اپنے

بانی مولانا محمد علی جوہر کا نام نامی روشن اور تاباں کر رہی ہے۔

مولانا محمد علی جوہر لندن میں گول میز کانفرنس کے موقع پر جب وہاں ہندوستانی وفد کے ساتھ تشریف لے گئے تو اپنی زندگی کی وہ آخری معرکۃ الآرا اور تاریخی تقریر کی جس میں اپنی پوری شان خطابت اور جاہ و جلال کے ساتھ آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

آج میں جس مقصد کے لیے یہاں آیا ہوں وہ یہی ہے کہ میں اپنے ملک اسی حالت میں جاؤں گا کہ آزادی کا پروانہ میرے ہاتھوں میں ہو۔ میں ایک غلام ملک کو واپس نہیں جاؤں گا۔ اور اگر آپ مجھے ہندوستان کی آزادی نہیں دیں گے تو پھر آپ کو مجھے یہاں قبر کے لیے جگہ دینی پڑے گی۔

آزادی تو نہ ملی لیکن ان کی موت کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی اور ۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو ہندوستان کا یہ بلبل حریت اور عظیم فرزند اور عاشق رسول اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب دیکھئے کہ اس مرد مجاہد کو مرنے کے بعد ابدی جگہ کہاں ملی جہاں کے لیے بڑے بڑوں نے آرزو اور تمنا کی ہے جو حضرت سلیمان اور حضرت داؤد کا قبلہ موسیٰ و عیسیٰ کا قبلہ اور خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا قبلہ رہ چکا ہے یعنی بیت المقدس۔

مولانا محمد علی جوہر نے کل باون سال کی عمر پائی لیکن مختصر سے مختصر عرصہ حیات میں وہ کون سا شعبہ تھا جس میں آپ نے درجہ کمال اور امتیاز حاصل نہیں کیا۔

بقیہ : اصلاح امت

۲۶ — روٹی کے درمیان کے حصے کو کھالے اور کنارے چھوڑ دے یہ صحیح نہیں البتہ اگر کنارہ کچا ہو یا جلا ہوا اور کوئی وجہ معقول ہو۔ (آداب زندگی)

۲۷ — دسترخوان پہلے اٹھایا جائے اور پھر لوگ اٹھیں۔

(ابن ماجہ)

بقیہ : سرمایۂ امت

جہانگیر نے ان مفاد پرستوں کی باتوں میں آکر حضرت شیخؒ کو اپنے دربار میں طلب کیا اور کورنش بجالانے یعنی بادشاہ کو تعظیمی سجدہ کرنے کے لئے کہا تو حضرت شیخؒ نے یہ کہہ کر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا کہ مسلمان کے لئے غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنا جائز ہی نہیں ہے۔ اس پر جہانگیر نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ آپ نے وہاں بھی تبلیغ دین کا کام جاری رکھا اور بہت سے غیر مسلم قیدی مسلمان ہو گئے۔ بعد میں جہانگیر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور آپ کو رہا کیا۔ اور خلعت اور ایک ہزار روپیہ بطور خرچ دیا۔ اور آپ کو اجازت دی کہ چاہیں تو لشکر شاہی کے ساتھ رہیں یا جہاں آپ کا دل چاہے۔ شیخؒ نے لشکر شاہی کے ساتھ رہنا پسند کیا اور اس طرح سفیر بن کر آپ کو کئی جگہ جا کر تبلیغ دین کا موقع ملا۔ آپ کی اس شجاعت اور جرأت مندی اور جہانگیر کی طرف سے ان کے اعتراف نے بہت سے مسلمان علماء میں شجاعت اور جرأت پیدا کی۔ جہانگیر کے دربار سے غیر اسلامی رسوم کا خاتمہ ہوا اور وہ خود بھی شعائر اسلام کی پابندی کرنے لگا۔

وفات

حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ کی صحت جب خراب رہنے لگی تو آپ لشکر شاہی کو چھوڑ کر سرہند واپس آ گئے۔ اور عمر کے آخری ایام گوشۂ عافیت میں عبادت الٰہی میں گزارے۔ اور بالآخر امت کا یہ عظیم مجاہد، محسن اور مجدد اپنے لاکھوں چاہنے والوں کو چھوڑ کر دسمبر ۱۶۲۴ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ آپ کو سرہند ہی میں دفن کیا گیا۔

عظمت شیخ مجدد الف ثانیؒ

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمات کو بہت سراہا ہے اور مندرجہ ذیل الفاظ سے حضرت شیخؒ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمئ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

بقیہ : رائیونڈ کا اجتماع

کرائے کے ساتھ اپنا وقت لے کر آتے ہیں۔ اس مجمع کی کثرت دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ جس شخص کی فکر پر اتنا بڑا مجمع اکٹھا ہوا ہے اس شخص میں خلوص و للہیت کے کتنے سمندر موجیں مار رہے ہوں گے۔ اتنا بڑے اجتماع میں کسی قسم کی بناوٹ دکھاوا نہیں ہوتا۔ کوئی ڈیکوریشن کرسیوں کا انتظام نہیں ہوتا۔ لائٹ وغیرہ انتہائی محدود ہوتی ہیں مگر اس مجمع میں روحانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔

پہلے سے بہت سی جماعتیں تشکیل دے دی جاتی ہیں کوئی جماعت الیکٹرک انتظامات پر مامور کوئی مجمع جوڑنے پر مامور کوئی تشکیل دینے والی جماعت کوئی ذکر و فکر کی جماعت، کوئی کھانے پینے کے انتظامات پر مامور ہر جماعت اپنا کام بغیر کسی لالچ و غرض کے، خالصتاً اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے کرتی ہے۔ اجتماع میں تعلیم و تلاوت و تجویز کے حلقے بھی لگتے ہیں۔ ہر احول کے لوگوں کے الگ حلقے لگا کر ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

ہزاروں لوگ بیرون ملک ماشاءاللہ ہزاروں کس خرچ کر کے چلے جاتے ہیں اور اللہ کے دین کے پیغام کو ملکوں ملک لیے پھرتے ہیں۔

اللہ والوں کے اس مجمع کو دیکھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ دل کو سکون حاصل ہوتا ہے دنیا کی محبت ختم ہو کر آخرت کی رغبت پیدا ہوتی ہے ہزاروں لوگ گناہوں سے توبہ تائب ہو کر آخرت کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔

آخری دن جانے والی جماعتوں کو ہدایات دی جاتی ہیں کہ وہ اس اعلیٰ کام کو کس طرح کریں۔ تاکہ دین ہم سب کی زندگی میں آجائے۔ جب لوگوں میں اسلامی دینی زندگی آئے گی تو تمام مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ مشکلیں آسان ہوں گی۔ دین کے بغیر انسان بے کار، اس کی زندگی بے کار مشکلات سے بھری ہوئی ہے۔ دین جب زندگیوں میں آئے گا تو لوگوں میں خوف خدا آئے گا۔ کوئی کسی کا حق نہیں دبائے گا۔ بلکہ ہر ایک دوسرے کا حق ادا کرے گا دوسرے کی عزت کرے گا۔ دوسرے کی خدمت کرے گا۔

دعا میں پوری امت مسلمہ کی ہدایت کی دعائیں کی جاتی ہیں مسلمانوں کے مشکلات کے حل کی دعائیں کی جاتی ہیں ایسے مجمع پر رقت و گریہ طاری ہوتا ہے اللہ سے مانگنا سیکھایا جاتا کیا مانگا جائے یہ بھی سیکھایا جاتا ہے کس طرح مانگا جائے یہ سب کچھ اس دعا میں نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالی مقصد کے لئے قبول فرمالیں۔ آمین۔

KHATME NUBUWWAT — (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE) — Registered No. M. 160

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

Q'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.